Presented by www.ziaraat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شہید عُلمائے حق

حالاتِ زندگی

شہید اوّلؒ شہید ثانیؒ

شہید ثالثؒ شہید رابعؒ

الحاج علامہ سید ضمیر اختر نقوی

مکتبہ زید شہید گلشن اقبال کراچی

Presented by www.ziaraat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شہید علمائے حق

حالاتِ زندگی

شہید اولؒ شہید ثانیؒ

شہید ثالثؒ شہید رابعؒ

الحاج علامہ سید ضمیر اختر نقوی

مکتبہ زید شہید گلشن اقبال کراچی

Presented by www.ziaraat.com

اس کتاب کی طباعت، اشاعت اور تقسیم کے حقوق پر مصنف اور پبلشر کوئی حق محفوظ نہیں رکھتے، ہر طالب خیر اجازت یا بغیر اجازت طبع کرنے کا مجاز ہے۔

کتاب	شہیدان علمائے حق
اہتمام	سید طاہر رضا زیدی
تحریر	علامہ سید ضمیر اختر نقوی
ہدیہ	
مطبع	
طبع اول	۱۹۹۳ء

اس کتاب کی طباعت اور اشاعت کی ذمہ داری اور کل مصارف سید طاہر رضا زیدی کی طرف سے ہیں۔ ان کے مرحومین سید امیر حیدر زیدی مرحوم ابن سید ہاشم علی مرحوم و سیدہ نفیسہ بیگم مرحومہ بنت سید ابن حسن زیدی مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے کتاب وقف کی جاتی ہے

فہرست ابواب

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱۔	حرف حق	۷
۲۔	ابتدائیہ	۱۳
۳۔	اسمائے مبارکہ شہدائے ایمان	۱۶
۴۔	شہید اول (حالات و خدمات) علامہ شیخ شمس الدین	۲۱
۵۔	مختصر تعارف	۲۲
۶۔	شہید اول	۲۳
۷۔	تحصیل علم کے لئے محنت	۲۴
۸۔	کمالات و کرامات	۲۴
۹۔	اسباب شہادت	۲۵
۱۰۔	اولاد شہید اول	۲۷
۱۱۔	شہید اول کی خدمات علمیہ	۲۸
۱۲۔	شہید ثانی (حالات و خدمات) علامہ شیخ زین الدین	۲۹
۱۳۔	مختصر تعارف	۳۰

Presented by www.ziaraat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱۴۔	شہید ثانیؒ	۳۱
۱۵۔	اشتغال علمیہ	۳۲
۱۶۔	کراماتِ شہید ثانی	۳۳
۱۷۔	اسباب شہادت	۳۴
۱۸۔	آثار علمیہ	۳۶
۱۹۔	اولاد و امجاد	۳۶
۲۰۔	شہید ثالثؒ (حالات و خدمات) قاضی علامہ نور اللہ شوستری	۳۷
۲۱۔	مختصر تعارف	۳۸
۲۱۔	شجرۂ نسب	۴۰
۲۳۔	عہد اکبر اور شہید ثالثؒ کی آمد	۴۱
۲۴۔	ہندوستان میں پہلی بار محفل میلاد النبیؐ	۴۲
۲۵۔	مخدوم الملک اور عبدالنبی کا حشر	۴۳
۲۶۔	دربار اکبری میں آفتاب علم	۴۴
۲۷۔	جہانگیر کی تخت نشینی	۴۵
۲۸۔	قاضی صاحب کا زمانہ مشکلات	۴۵
۲۹۔	قاضی صاحب کو شہید کرانے کی منظم سازش	۴۶
۳۰۔	سفر ہندوستان و عہدۂ قاضی القضاۃ	۴۹
۳۱۔	ذکاوت و ذہانت اور حاضر جوابی	۵۰
۳۲۔	سبب شہادت	۵۲
۳۳۔	شہید کا تقیہ نہ کرنا	۵۳
۳۴۔	تاریخ وفات	۵۶
۳۵۔	قاضی صاحب کا دفن	۵۷
۳۶۔	آثار علمیہ	۵۸
۳۷۔	مخالفین کی رد میں شہید کے تصانیف	۵۹
۳۸۔	مصنفات شہید ثالث	۶۴
۳۹۔	اولاد امجاد	۷۳
۴۰۔	قبر شہید ثالث کا پہلا زائر	۷۵
۴۱۔	تعمیر مزار اقدس	۷۸
۴۲۔	اجمالی جائزہ	۹۰
۴۳۔	شہید رابعؒ (حالات و خدمات) علامہ مرزا محمد کامل دہلوی	۹۷
۴۴۔	مختصر تعارف	۹۹
۴۵۔	ابتدائی تعلیم	۱۰۰
۴۶۔	کتب بینی کا شوق	۱۰۰
۴۷۔	اساتذہ کی تعظیم	۱۰۱
۴۸۔	قوت اجتہاد	۱۰۱
۴۹۔	شاگردوں کی دلجوئی	۱۰۱
۵۰۔	اسباب معیشت	۱۰۳
۵۱۔	فن طب میں ایک تصنیف	۱۰۳
۵۲۔	شاعرانہ ذوق و ادبیات	۱۰۳
۵۳۔	تصنیفات	۱۰۴

Presented by www.ziaraat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۵۴۔	مفتی محمد قلی صاحب سے مراسلات	۱۱۵
۵۵۔	مخالفین کا عناد	۱۱۵
۵۶۔	واقعۂ قتل	۱۱۶
۵۷۔	ایک خواب	۱۱۷
۵۸	مرقدِ مطہر	۱۱۸

حرف حق

میرے کرم فرما ممتاز ادیب و خطیب علامہ سید ضمیر اختر نقوی صاحب نے جن بے نیازانِ دنیا اور نیازمندانِ حق کا تذکرہ پیش کیا ہے۔ ان کے زہد، تقشف، استغراق استہلاکِ باطنی، انقطاعِ حقیقی، کمالِ مرتبۂ عرفان و محبتِ الٰہی، اعمالِ صالحہ و حقہ اور ترکِ ماسوی اللہ ہر دوست و دشمن پر روزِ روشن کی طرح واضح تھا۔ ان حضرات کے وصال کو کافی عرصہ گزر گیا لیکن جملہ عشاقِ حق کی طرح ان کے ذکر میں آج بھی یہ تاثیر نہیں معلوم ان کی پاک سیرت اور پاک صحبت کی گہرائی اور دلربائی کا کیا حال ہوگا۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق

ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

تجربہ شاہد ہے کہ بزرگانِ دین کی حکایات و روایت میں بھی ایک خاص نور ہوتا ہے جو سننے والے پر کسی درجے میں وہی اثر ڈالتا ہے جو ان بزرگوں کی صحبت سے

حاصل ہوتا ہے اس لیے ہمیشہ بزرگان دین نے ایسی حکایات اور روایات کے جمع
کرنے اور شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ زیر نظر کتاب اسی مقصد کے لیے لکھی گئی۔ صحبت
ایسی قوی التاثیر اور سریع الاثر شے ہے کہ ذرا سی دیر میں آدمی کو کہیں کا کہیں پہنچا دیتی
ہے، کیوں نہ ہو صحبت تو وہ چیز ہے کہ روحانیت سے گزر کر مادیات تک میں اپنا اثر دکھلاتی
ہے۔ چنانچہ سعدی فرماتے ہیں ؎

گلے خوشبوے در حمام روزے — رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکے یا عبیری — کہ از بوئے دلآویز تو مستم
بگفتا من گلے ناچیز بودم — ولیکن مدتے با گل نشستم
جمال ہمنشین در من اثر کرد — وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

حضرت رسول خدا صلعم اور ان کے بعد حضرات آئمہ طاہرین صلوٰۃ اللہ اجمعین
نے اس راز کو خوب سمجھا اور مستفیدین و طالبین کی اصلاح کے لیے صحبت نیک کو ضروری
قرار دیا ہے اور مختلف عنوان سے اس کی اہمیت کو مؤکد کیا ہے۔

حضرت صادق آل محمد امام جعفر ابن محمد علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔
"جب خدا کسی بندے سے نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو علم دین عطا کرتا ہے۔"

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔
"عالموں کے ساتھ مزبلوں (کوڑا گھر) پر بیٹھنا بہتر ہے جاہل کے ساتھ
مسندوں پر۔"

Presented by www.ziaraat.com

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔
"ایک عالم کی صحبت میں بیٹھنا ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔
"لوگ اس لیے ہلاک ہوتے ہیں کہ وہ عالم سے سوال نہیں کرتے۔"

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔
"علمی صحبت میں بیٹھ کر علمی مذاکرہ کرنے کا ثواب قبولیت نماز کے ثواب کے
برابر ہے۔"

اور چونکہ یہ ظاہر ہے کہ ہر شخص اپنی ناداری و کم مائگی یا مشاغل کی وجہ سے اس
پر قادر نہیں ہے کہ بال بچوں اور روزگار کو چھوڑ کر دور دراز کے سفر کی مشقت
اور کرایہ و زادِ راہ کے اخراجات کو برداشت کر سکے۔ بلکہ بہت لوگ اپنی بے کسی
ناداری یا دور افتادگی یا دوسروں کی ملازمت و تابعداری کی وجہ سے ایسے ناچار
و مجبور ہیں کہ گھر اور ملازمت چھوڑ کر تھوڑا وقت بھی بزرگوں اور اللہ والوں کی صحبت
کے لیے نہیں نکال سکتے۔ یا وہ مدت نفع تام کے لیے ناکافی ہوتی ہے۔ اس لیے بزرگان
ملت نے ایسے لوگوں کے لیے بطور مکافات بزرگوں کی حکایات و ملفوظات اور ایسے
حضرات جو صحبت نیک سے محروم ہیں ان کے لیے ایسی کتابوں کا مطالعہ ہی صحبت نیک
کا قائم مقام ہے اور مواعظ کا مطالعہ تجویز فرمایا ہے۔ حضرت عارف شیرازی کا یہ شعر
اسی حالت پر محمول ہے ؎

در یں زمانہ رفیقے کہ خالی از خلل است — صراحیِ مئے ناب و سفینۂ غزل است

صحبتِ نیکاں اگر یک ساعت است — بہتر از صد سالہ زہد و طاعت است

ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا — گو نشیند در حضورِ اولیا

یک زمانہ صحبت با اولیا — بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

گر تو سنگِ خارہ و مرمر شوی — چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

صحبتِ صالح ترا صالح کند — صحبتِ طالح ترا طالح کند

علمائے کرام نے اپنی علمی کتابوں میں اور شعرائے عظام نے پاکیزہ صحبت کو علم کا جزوِ اعظم قرار دیا اور حدیثوں میں اس کی تاکید فرمائی گئی ہے۔

مقامِ امن و مئے بے غش و رفیقِ شفیق — گرت مدام میسر شود زہے توفیق

چنانچہ زمانہ سلف سے یہ معمول جاری ہے کہ بزرگوں کی حکایات و ملفوظات اور حالات کو جمع کر کے کتابی صورت میں شائع کر دیا جاتا ہے جیسا کہ کتاب قصص الانبیاءؑ، روض الریاحین، تذکرۃ الاولیاء، حکایات الصالحین، سب اسی موضوع پر لکھی گئی ہیں۔ اور ہمیشہ حضرات مشائخ طالبین کو ان کے مطالعے کی ترغیب و تاکید فرماتے رہے ہیں۔ چونکہ یہ طبعی امر ہے کہ جن بزرگوں سے انسان کو خاندانی انتساب اور محبت ہوتی ہے ان کی حکایات و حالات سے خاص انس اور ان کے اعمال و اقوال کے اتباع کی جانب خاص کشش ہوتی ہے:

لیکن اب تک کسی ادارے نے ایسی کتابیں شائع نہیں کیں کہ جن کتابوں

Presented by www.ziaraat.com

ہیں علامہ یعقوب کلینیؒ، علامہ شیخ صدوقؒ، علامہ سید رضیؒ، علامہ شیخ مفیدؒ، علامہ ابن شہر آشوبؒ، علامہ محقق طوسیؒ، علامہ حلیؒ، علامہ شہید اولؒ، علامہ شہید ثانیؒ، علامہ شہید ثالثؒ، علامہ باقر مجلسیؒ، مولوی غفران مآب، آقائے محسن الحکیمؒ، آقائے بروجردیؒ، آقائے خمینیؒ، آقائے خوئی کے تفصیلی حالات زندگی تحریر ہوتے۔ مکتبہ زید شہید نے یہ عزم کیا ہے کہ انشاء اللہ ان تمام علمائے کرام پر تفصیلی کتابیں شائع کی جائیں۔ اسی سلسلے میں قاضی نور اللہ شوستری اور آیت اللہ خوئی پر کتابیں چھپ چکی ہیں اور اسی سلسلے کی ایک کڑی یہ کتاب ہے یعنی شہیدان علمائے حق (شہدائے اربع) شہید اول، شہید ثانی، شہید ثالث، شہید رابع کے حالات زندگی، علمی ادبی خدمات اور وجہ شہادت کے موضوع پر ملک کے ممتاز ادیب و خطیب علامہ سید ضمیر اختر نقوی نے روشنی ڈالی ہے۔ شہیدوں کی فضیلت قرآن کی آیت میں مسطور ہے۔

جو لوگ راہ خدا میں مارے گئے انہیں مردہ نہ کہنا بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تم ان کی زندگی کی حقیقت کا کچھ بھی شعور نہیں رکھتے (سورہ بقرہ ۱۵۴)

جو لوگ راہ خدا میں شہید ہو گئے انہیں ہرگز مرا نہ سمجھنا بلکہ وہ لوگ جیتے ہیں اپنے پروردگار کے یہاں سے طرح طرح کی روزی پاتے ہیں۔

(سورہ آل عمران ۱۶۹)

اسلام نے جہاد میں قتل ہونے والوں کو شہید کا رتبہ دیا ہے اور معصومینؑ نے

جہاد کی تین قسمیں بیان کی ہیں، جہاد بالسیف، جہاد باللسان، جہاد بالقلم، علمائے حق تاحیات جہاد بالقلم کرتے رہے۔ جہاد بالقلم کے شہیدوں میں پہلی شہادت شہید اول کی ہوئی اور اسی راہ میں شہید ثانی، شہید ثالث اور شہید رابع شہید کئے گئے۔ ان شہداء کے کارنامے بھی عظیم ہیں اور شہادت بھی عظیم ہے اس لئے ان کو ان القابات سے پکارا جاتا ہے ورنہ اور شہداء کی بھی شہادت ہوئی ہے۔ ان علمائے حق کے اسمائے گرامی کی فہرست آخر میں شامل کر دی گئی ہے ان کے حالات زندگی پر الگ کتاب ترتیب دی جا رہی ہے انشاء اللہ جلد ہی شائع کی جائے گی۔

جاں نثاروں نے تیرے کر دیئے جنگل آباد
خاک اڑتی تھی شہیداں وفا سے پہلے (نجم آفندی)

خاکپائے غلامان محمدؐ و آل محمدؐ
سید علی رضوی

Presented by www.ziaraat.com

ابتدائیہ

بعد ادائے شکر خالق کون و مکان و درود و تحیات حضرت رسول دو جہاں و آل اطہار نبی آخر الزماں یہ بات سب پر آشکار ہے کہ باطل ہر دور میں حق سے برسرپیکار رہا ہے اور مذہب حق کے افراد پر جو مظالم ہوئے ہیں اور جس بیدردی سے ہر دور کے ظالم حکمرانوں نے شیعہ افراد پر جو ظلم و ستم کئے ہیں وہ ہر درد مند دل کو خون کے آنسو رلاتے رہیں گے۔ خصوصاً دور بنی امیہ اور بنی عباس میں تو مظالم کی انتہا ہو گئی تھی۔ چونکہ چوتھی صدی ہجری کے ابتدائی دور میں امام عصر علیہ السلام ظاہر بظاہر موجود تھے یا غیبت صغریٰ کا زمانہ تھا اس لئے اس دور کے شہداء کو اگر شمار میں نہ لایا جائے تو پھر بھی ان کی ایک طویل فہرست ہو جاتی ہے جن میں سے چند مشہور ہوئے جو آج بھی شہداء اربعہ کے نام سے معروف ہیں۔ ان چار شہداء میں سے دو یعنی شہید اول اور شہید ثانی سرزمین روم پر شہید کئے گئے

اور باقی دو شہید ثالث اور شہید رابع کے مزار ہندوستان میں ہیں۔

ہندوستان میں شہید ثالث اور شہید رابع کے علاوہ اور بھی بہت سے علماء و مومنین درجہ شہادت پر فائز ہوئے ہیں جن میں شیخ جلیل ملا احمد جو اکبر کے دور حکومت میں لاہور میں ، ۹۹۶ھ میں شہید کئے گئے اور فاضل جلیل ابو الفضل جو یکم ربیع الاول ۱۰۱۱ھ میں شہید راہِ حق ہوئے۔

شہداء کے موضوع پر جناب علامہ عبد الحسین امینی تبریزی اعلی اللہ مقامہ نے ایک مستقل کتاب تحریر کی ہے جو شہداء الفضیلۃ کے نام سے مطبع غری نجف اشرف میں ۱۳۵۵ھ میں زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکی ہے اس میں دنیائے شیعت کے ایک سو چھتیس ۱۳۶ ایسے افراد کے حالات تحریر ہیں جو شرف شہادت سے سرفراز ہوئے۔ یہ سب شہداء لباس فضل و شرف سے آراستہ تھے۔ تاج کمال زیب سر کئے ہوئے زیورِ علم و زہد و تقویٰ سے مزین تھے۔

اگر کتب رجال و تاریخ کی ورق گردانی کی جائے تو اور بھی بہت سے ایسے افراد ملیں گے جو جرم شیعت میں موت کے گھاٹ اتارے گئے۔ ان کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہوگی جسے علامہ امینی نے اپنی کتاب "شہداء الفضیلۃ" میں تحریر فرمایا ہے۔ اس لئے کہ جناب علامہ امینی نے صرف عالم شہداء راہِ حق کے حالات قلمبند کئے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

شہدائے ایمان

تاریخ اسلام کا ایک معمولی طالب علم بھی ہمارے ساتھ اس نظریہ میں اتفاق کرے گا کہ اسلام کی حفاظت اور نشر و اشاعت میں جہاں رسولؐ اور اہلبیتِ رسولؐ نے ہر قسم کی قربانیاں دی ہیں وہاں اُن کے نام لیواؤں نے بھی اپنی جانیں تک نثار کرنے سے کبھی دریغ نہیں کیا۔ تاریخ اسلام کے اوراق گواہ ہیں کہ ہمارے بزرگوں نے اعلائے کلمۃ الحق کے لیے اپنی زبانیں گُدّیوں سے کھنچوائیں، اپنے ہاتھ قلم کروائے، اپنی گردنیں نثار کیں، اپنے خون سے دیواریں بنوائیں اور دیواروں میں زندہ چُن جانا قبول کیا اور وہ قربانیاں دیں کہ جن کے تصور سے آج ہمارے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں لیکن تبلیغِ دین سے منہ نہ موڑا۔

علامۂ اکبر محقق اعظم حضرت امینی دام ظلہٗ کی تالیف "شہداء الفضیلۃ" میں جن شہید علمائے عظام کا ذکر ہے اُن کے اسمائے گرامی کی مکمل فہرست اگلے صفحات پر درج ہے۔ ان علماء کے حالات پر ایک مکمل کتاب کی ضرورت ہے۔

ترتیب

نمبر شمار	اسمائے مبارکہ شہداء ایمان	نمبر شمار	اسمائے مبارکہ شہداء ایمان
۱	حضرت السید الامام ابو محمد الحسن الناصر الکبیر	۱۳	حضرت حسن بن مفضل راہبر مرزی
۲	۔ شیخ المحدثین ابوالحسن علی الکلینی	۱۴	۔ ابوالمحاسن
۳	۔ علامہ شیخ حسن انطاکی	۱۵	۔ محمد بن حسن مفتال
۴	۔ حافظ بدیع الزمان	۱۶	۔ حسین بن خطیب دلوندی
۵	۔ ابوالحسن علی بن عبداللہ	۱۷	۔ حسین بن علی طغرائی
۶	۔ ابن ہانی اندلسی	۱۸	۔ الامیر کیکاؤس طبری
۷	۔ ابوفراس الحمدانی	۱۹	۔ امین الاسلام طبری
۸	۔ ابوالحسن علی بن فرات	۲۰	۔ مجدالدین الحسینی
۹	۔ ابوالحسن التہامی	۲۱	۔ ابوالقاسم یحییٰ
۱۰	۔ ثابت بن اسلم	۲۲	۔ حسن بن عبدالکریم القزوینی
۱۱	۔ شیخ عبدالکریم قزوینی	۲۳	۔ الشیخ خلیفہ
۱۲	۔ ابوالحسن احمد کندی	۲۴	۔ الشیخ حسن بن عبدالکریم

Presented by www.ziaraat.com

۲۵	حضرت شیخ زین الدین	۴۲	حضرت محمود بن ابراہیم شیرازی
۲۶	۔ ابوالحسین الغسانی	۴۳	۔ محمد بن مکی
۲۷	۔ جمال الدین الہمدانی	۴۴	۔ علی بن ابی الفضل الحلی
۲۸	۔ طلائع بن رزیک	۴۵	۔ عمادالدین شیرازی
۲۹	۔ شہاب الدین میکالی	۴۶	۔ محمد الشیرازی
۳۰	۔ محمد بن یوسف الحلی	۴۷	۔ السید عبدالباقی
۳۱	۔ شیخ صفی بن محاسن	۴۸	۔ محمد طالب
۳۲	۔ کمال الدین اصفہانی	۴۹	۔ غیاث الدین
۳۳	۔ تاج الدین آوی	۵۰	۔ السید شریف بن تاج الدین
۳۴	۔ جمال الدین محمد	۵۱	۔ علامہ علی کرکی
۳۵	۔ بدرالدین نقیب الاشرف	۵۲	۔ عمادالدین طوسی
۳۶	۔ الشیخ حسن بن محمد الکاکینی	۵۳	۔ فاضل خان میرزا
۳۷	۔ تاج الدین نصر بن صادق	۵۴	۔ المولیٰ بنائی
۳۸	۔ جلال الدین باخی	۵۵	۔ سید عبدالوہاب
۳۹	۔ غیاث الدین	۵۶	۔ احمد بن نصراللہ سندی
۴۰	۔ حسن بن سعیہ	۵۷	۔ ابوالحسن الفرابانی
۴۱	۔ السید شاہ فضل	۵۸	۔ زین الدین الشہید ثانی

Presented by www.ziaraat.com

۵۹	قاضی جہاں قزوینی	۷۶	حضرت علامہ السید محمد
۶۰	عز الدین	۷۷	,, الفقیہ علی
۶۱	,, فضل اللہ الخراسانی	۷۸	,, علی اکبر طالقانی
۶۲	,, شہاب الدین الخراسانی	۷۹	,, میرزا ابا ہاشم ہمدانی
۶۳	,, ملا احمد الہندی	۸۰	,, زکی کرمانشاہی
۶۴	,, قاضی نور اللہ شوشتری	۸۱	,, محمد علی الشیرازی
۶۵	,, زین العابدین کاشی	۸۲	,, محمد مہدی مازندرانی
۶۶	,, السید محمد مومن	۸۳	,, آقا حسین خاتون آبادی
۶۷	,, سلطان حسین	۸۴	,, شیخ محمد بلادی
۶۸	,, الشیخ حسین تنکابنی	۸۵	,, علی زنجانی
۶۹	,, الشیخ ابوالفضل	۸۶	,, آقا محمد رضا شیرازی
۷۰	,, الشیخ علی الحر	۸۷	,, محمد حسین
۷۱	,, حضرت ابوالفتح الحارثی	۸۸	,, شیخ صادق بغدادی
۷۲	,, میرزا مہدی الشیرازی	۸۹	,, میر محمد ہاشم شاہ
۷۳	,, میرزا ابراہیم خوزانی	۹۰	,, شیخ یوسف حصری
۷۴	,, محمد باقر خاتون آبادی	۹۱	,, السید بیت اللہ
۷۵	,, محمد رضی قزوینی	۹۲	,, سید احمد مقدس

۹۳	حضرت سید محمد عاملی	۱۱۰	حضرت محمد تقی ہمدانی
۹۴	,, زین عاملی	۱۱۱	,, الشیخ علی بجنونی
۹۵	,, صالح اصیلی	۱۱۲	,, میرزا ابراہیم خوئی
۹۶	,, محمد مہدی اصفہانی	۱۱۳	,, جلیل تبریزی
۹۷	,, عبدالصمد ہمدانی	۱۱۴	,, محمد باقر الشیرازی
۹۸	,, شیخ حسین آل عصفور	۱۱۵	,, فضل اللہ نوری
۹۹	,, میرزا محمد دہلوی	۱۱۶	,, الشیخ علی احسائی
۱۰۰	,, سید محمد علی آقا مجتہد	۱۱۷	,, شیخ حسن زنجانی
۱۰۱	,, سید علی عاملی	۱۱۸	,, آقا میر رشتی
۱۰۲	,, محمد تقی برغانی	۱۱۹	,, شیخ علی رشتی
۱۰۳	,, غلام رضا میر ہندی	۱۲۰	,, سید عبداللہ بہبہانی
۱۰۴	,, محمد حسین الاعسم	۱۲۱	,, میرزا محمود دامینی
۱۰۵	,, رضا استرآبادی	۱۲۲	,, میرزا حسن سبزواری
۱۰۶	,, السید حسین البہبہانی	۱۲۳	,, السید محمد خلخالی
۱۰۷	,, شیخ ابراہیم عاملی	۱۲۴	,, الشیخ محمود بروجردی
۱۰۸	,, محمد علی قندہاری	۱۲۵	,, الشیخ حسن بہبودی
۱۰۹	,, السید علی تقی	۱۲۶	,, ابوتراب بحرینی

Presented by www.ziaraat.com

۱۲۷	حضرت عبدالغنی بادکوبی	۱۳۷	حضرت السید محمد بکونہ
۱۲۸	" السید محمد	۱۳۸	" عادل لاری
۱۲۹	" الشیخ حنیفہ	۱۳۹	" ابو احمد محمد بن عبدالغنی
۱۳۰	" میرزا عبدالکریم تبریزی	۱۴۰	" الشیخ محمد رضا الغومردی
۱۳۱	" السید مرتضیٰ ذوالشرفین	۱۴۱	" فریدوں بن جلال شیرازی
۱۳۲	" مجدالدین بن الصاحب	۱۴۲	" محمود بیرو جرودی
۱۳۳	" محمد بن ابی العباس	۱۴۳	" عبداللہ بن حسین
۱۳۴	" الشیخ محمد شیخ کرک نوح	۱۴۴	" محسن بن شیخ عبداللہ
۱۳۵	" حسن بن محمد بن ابی بکر	۱۴۵	" عبداللہ بن اسماعیل
۱۳۶	" علی بن ابی الفضل	۱۴۶	" الشیخ علی الشیرازی

حالات وخدمات

شہید اوّل رح

علّامہ شیخ شمس الدین

نام :۔ شیخ شمس الدین

لقب :۔ شہید اوّل

شجرہ :۔ شیخ شمس الدین بن محمد بن مکی بن محمد بن حامد عاملی

ولادت :۔ ۷۳۴ھ / ۱۳۳۳ء

تصنیف :۔ اللمعۃ الدمشقیہ

شہادت :۔ ۹ جمادی الاوّل ۷۸۶ھ / ۱۳۸۴ء بروز جمعرات

مقامِ شہادت : دمشق (شام)

سن مبارک :۔ ۵۲ برس

Presented by www.ziaraat.com

شہید اوّل رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم مبارک شیخ شمس الدین محمد بن مکی بن محمد بن حامد عاملی ہے۔ اور آٹھویں صدی ہجری کے مایۂ ناز و شہرۂ آفاق شیعہ علماء میں شامل تھے اور ایک ہزار فقہا کے اجازات آپ کے پاس موجود تھے آپ قریہ جزین جبل عامل کے رہنے والے تھے اور تحصیل کمالات علمیہ کے بعد مزید تکمیل کے لئے عراق آئے اور علامہ حلی کے تلامذہ سے تقریباً سات ماہ تک تحصیل علم کرتے رہے۔ صاحب شہداء الفضیلہ صفحہ ۸۲ پر تحریر فرماتے ہیں کہ شہید اول ۷۳۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۹ جمادی الاول ۷۸۶ھ بروز جمعرات چاشت قبل زوال آفتاب کے شہید ہوئے مزید حالات تحریر کرتے ہوئے صفحہ ۸۶ پر تحریر فرماتے ہیں کہ شہید اول نے ابن خازن کو جو اجازہ تحریر فرمایا ہے اس میں تحریر ہے کہ میں نے مکہ و مدینہ دار السلام بغداد و مصر و دمشق و بیت المقدس کے چالیس علماء اہل سنت

سے ان کے مصنفات و مرویات کے روایات کا اجازہ حاصل کیا ہے۔

تحصیل علم کے لئے محنت

جس زمانے میں آپ کتاب "جامی" پڑھ رہے تھے محنت کا یہ عالم تھا کہ شب کو مطالعہ کرتے وقت تانبے کا ایک پیالہ آگ کے قریب رکھ لیتے تھے جب نیند آنے لگتی تو اس گرم پیالے کو سر پر رکھ لیا کرتے تھے جس سے سر کو تکلیف محسوس ہوتی تھی اور نیند اڑ جایا کرتی تھی اکثر گرم پیالہ سر پر رکھنے سے سر کے بال اڑ گئے تھے اور دوبارہ نہیں جمے۔

کمالات وکرامات

صاحب قصص العلماء نے ص ۱۴۷ پہ کمالات وکرامات شہید اول میں حسب ذیل باتیں تحریر کی ہیں۔

(۱) ایک ہزار فقہا کرام مشہور ومعارف سے اجازات حاصل کئے۔

(۲) کتاب "لمعہ" کو قلعہ دمشق میں قید کے دوران صرف ایک ہفتے میں تصنیف کیا جہاں کتاب "مختصر النافع" کے علاوہ اور کوئی کتاب موجود نہیں تھی۔ کل ابواب فقہ کو صرف ایک ہفتہ میں تحریر کرنا جلیل ترین کمالات میں شامل ہے۔

(۳) صاحب امل تحریر فرماتے ہیں کہ جو شخص قتل کے لیے قید کیا جائے اور

Presented by www.ziaraat.com

اور ہفتہ بھر میں "لمعہ" جیسی جلیل القدر کتاب لکھے جو نہایت متین مہذب اور بہترین ہے یہ دلیلِ کمال وجلالت مصنف ہے۔

(۴) علماء نے تحریر کیا ہے کہ زمانہ قید میں روزانہ علماء اہل سنت حاضر ہوا کرتے تھے لیکن جس دن سے "لمعہ" کی تصنیف شروع کی اس دن سے تصنیف کے آخر دن تک کوئی کسی عالم دین حاضر خدمت نہیں ہوا کہ جس سے یہ راز ان پر منکشف ہوتا۔

(۵) جب آپ کو شہید کرنے کے لئے لے جا رہے تھے تو آپ نے راستے میں ایک رقعہ آسمان کی طرف پھینکا جس پر "ربِّ اِنّی مَغلُوبٌ فانتصر" (ترجمہ پالنے والے مجھ پر دشمنوں نے غلبہ پالیا ہے تو میری امداد کر) تو فوراً جواب ملا۔ کنت عبدی فاصطبر (ترجمہ اگر تم میرے بندے ہو تو صبر کرو) یہ واقع تحریر کرکے صاحب کتاب تحریر فرماتے ہیں کہ اسے میں نے لوگوں سے سنا ہے کہیں لکھا ہوا نہیں دیکھا۔

اسباب شہادت

شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری اپنی کتاب "مجالس المومنین" میں شہید اول کے حالات تحریر کرتے ہیں کہ قاضی دمشق ابن جماعت جو ایام جوانی میں شہید اول کا ہم درس بھی تھا اس نے جب دیکھا کہ اس زمانے کے مشاہیر علماء ، حنفی مالکی ، حنبلی وشافعی وشیعہ سب آپ سے استفادہ علوم کرتے ہیں تو کسی دکوشش

کیں کہ دمشق کا منصب قضا اس کے سپرد ہو جائے چنانچہ وہ قاضیٔ دمشق ہو گیا۔ لیکن پھر بھی اہل علم جناب شہید اول ہی کے درس میں آتے تھے اور وہ لوگ جناب شہید پر ہی اعتماد و اعتبار کرتے تھے۔ چنانچہ ابن جماعت نے رشک و حسد کے سبب آپ پر رفض و تشیع کا الزام لگایا اور آپ کے قتل کا فرمان والیٔ شام سے جس کا نام بیدر تھا حاصل کیا۔

جس دن جناب شہید اول کو قتل کے لئے لائے اور جلاد قتل پر آمادہ ہوا تو ابن جماعت نے آپ کے ہم درس ہونے کے واقعات کو یاد کر کے رونا شروع کیا۔ شہید اول نے جب اس کی ریاکاری سے گریہ کو ملاحظہ کیا تو فرمایا کہ تیری ماں نے تیرا نام ابن جماعت غلط نہیں رکھا۔

جناب شہید اول کو جمعرات کو بوقت چاشت ۹ جمادی الاول ۷۸۶ھ کو مقام "رحبہ" قلعہ دمشق میں شہید کیا گیا اور قلعہ کے دروازے پر آپ کی لاش کو لٹکایا گیا اور اسی دن عصر کے وقت لاش جلادی گئی۔

صاحب شہداء الفضیلہ نے ص۹۳ پر روضات الجنات سے شہید اولؒ کے فرزند ارجمند کی تحریر نقل کی ہے جسے انھوں نے ابن خازن حائری کے اس اجازہ پر تحریر فرمایا تھا جس کو شہید اول نے اپنے قلم سے تحریر کیا تھا کہ اس خط کے کاتب میرے والد ماجد شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن مکی شہادت کے بعد آگ سے ۹ جمادی الاول ۷۸۶ھ ہجری کو مقام "رحبہ" قلعہ دمشق میں جلا دیئے گئے۔

Presented by www.ziaraat.com

صاحب کتاب اللؤلؤہ تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کو تلوار سے قتل کے بعد سولی دی گئی اور لاش جلادی گئی۔ شہر دمشق میں برقوق کے زمانے سلطنت میں شہید کئے گئے آپ کے قتل کا فتویٰ برہان الدین مالکی اور عباد بن جماعت شافعی نے دیا تھا۔

اولاد شہید اول

آپ کی اولاد امجاد اب بھی "جبل عامل" میں موجود ہے جس میں اس زمانے کے نامور و شہرۂ آفاق علماء موجود ہیں۔

صاحب قصص العلماء نے ص۱۳۱ پر شہید کے تلامذہ میں ان کے دو بیٹوں کا تذکرہ کیا ہے جن کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں۔

ابوالحسن ضیاء الدین

ابوطالب محمد

شہید اول کی دو بیٹیاں بھی صاحب علم و فضل و زہد و ورع متقیہ اور فقیہ اور صاحب اجازہ تھیں۔ ان میں سے ایک مکرمہ کے متعلق صاحب قصص العلماء ص۱۳۱ پر تحریر فرماتے ہیں کہ ان کا نام فاطمہ تھا اور لوگ انھیں "سیدۃ المشائخ" کہتے تھے وہ عالمہ و فاضلہ و فقیہہ و عابدہ تھیں۔ خود ان کے والد ماجد ان کی حمد و ثنا کرتے تھے اور عورتوں کو حکم دیا کرتے تھے کہ ان کی اقتدا کریں اور احکام میں ان کی طرف رجوع کریں۔ ظاہر ہے جس بیٹی کی شہید اول ایسے صاحب کمال

باپ اور ام علی جیسی فاضلہ و پرہیزگار و فقیہہ و عابدہ ماں کی آغوش میں تربیت ہوئی ہو اسے ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔

شہید اول کی خدمات علمیہ

شہید اول صاحب تصنیف و تالیف تھے اور ان کی تصنیفات کو علماء بڑی عظمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جن میں سے کتاب "لمعہ" کو صرف ایک ہفتے میں قید خانے میں تحریر فرمایا تھا۔ صاحب شہداء الفضیلہ نے موصوف کے چودہ تصنیفات کے اسماء تحریر کئے ہیں۔ جن میں سے اکثر فقہ میں سے ہیں اور بعض اصول فقہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ آپ کی مشہور تصنیفات کی فہرست حسب ذیل ہے۔ سب سے پہلے آپ کی سب سے پہلی تصنیف تحریر ہے۔

(۱) غایۃ المراد فی شرح نکت الارشاد (۲) ذکری صرف کتاب الطہارت اور صلوٰۃ تحریر فرما سکے۔ (۳) الدروس الشرعیہ فی فقہ الامامیہ" یہ کتاب تمام نہیں ہو سکی (۴) کتاب جامع البین من فوائد الشرحین" اس کتاب میں شرح تہذیب الاصول سید عمید الدین اور سید ضیاء الدین کے فوائد کو جمع کیا ہے۔ (۵) رسالۃ الباقیات الصالحات" یہ کتاب فن تفسیر سے متعلق ہے (۶) کتاب اللمعۃ الدمشقیہ (۷) کتاب الاربعین حدیثا (۸) رسالۃ الالفیہ فی فقہ الصلوٰۃ الیومیہ (۹) رسالۃ النفلیہ (۱۰) رسالۃ فی تقریر مسافر القصد الافطار و التقصیر (۱۱) خلاصۃ الاعتبار فی الحج والاعتماد (۱۲) رسالۃ التکلیف (۱۳) کتاب المزار (۱۴) کتاب القواعد

Presented by www.ziaraat.com

حالات وخدمات

شہیدِ ثانیؒ

علامہ شیخ زین الدین

Presented by www.ziaraat.com

نام :- شیخ زین الدین

لقب :- شہید ثانیؒ

شجرہ :- شیخ زین الدین بن شیخ نورالدین علی بن احمد بن محمد بن جمال الدین بن صالح

ولادت :- ۱۳/ شوال ۹۱۱ھ / ۱۵۰۵ء

تصنیف :- الرَّوضۃ البہیۃ فی شرح اللمعۃ الدمشقیۃ

شہادت :- ۹۶۵ھ / ۱۵۵۷ء

سن مبارک :- ۵۴ سال

مدفن :- ترکی

شہید ثانی علیہ الرحمہ

آپ کا اسم مبارک شیخ زین الدین بن شیخ نور الدین علی بن احمد بن محمد بن جمال الدین بن صالح ہے اور ابن حجت کے نام سے معروف اور شہید ثانی کے لقب سے ملقب ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت بروز منگل ۱۳ شوال ۹۱۱ھ میں ہوئی۔ ابتدائی درسیات اپنے والد ماجد سے حاصل کئے۔ جب ۹۲۵ھ میں آپ کے والد ماجد کا انتقال ہوگیا تو ایک عرصے تک تحصیل علم کے لئے مقام میس میں مقیم رہے۔ وہاں سے ۹۳۳ھ میں آپ مقام کرک نوح تشریف لے گئے اور ۹۳۴ھ میں قریہ جبع تشریف لائے۔ ۹۳۷ھ میں تحصیل کمالات کے لئے دمشق کا سفر کیا۔ ایک سال بعد ۹۳۸ھ میں پھر قریہ جبع پلٹ آئیں اور وہیں مقیم رہے۔ یہاں تک کہ ۹۴۲ھ میں مصر کا سفر کیا اور پھر ۹۴۴ھ میں جبع واپس آگئے اور ۹۴۸ھ میں بیت المقدس کا سفر کیا اور پھر ۹۴۹ھ اس کے اطراف و جوانب کا سفر کرتے رہے اور مقام عاملہ واپس آگئے۔ شہداء الفضیلہ صـ ۱۳۲

Presented by www.ziaraat.com

جناب شہید ثانی کے یہ تمام اسفار تحصیل کمالات علمیہ کے لئے ہوئے تھے۔
اس اثناء میں اکابر علماء فریقین سے تحصیل کمالات کرتے رہے اور علوم صرف و نحو و منطق و ہیئت و ہندسہ و حساب و قرأت و حدیث و تفسیر و فقہ و دیگر فنون کی تکمیل کرتے رہے۔ خوف طول ہے ورنہ اساتذہ کے اسمائے گرامی بھی تحریر کئے جاتے شہید ثانی نے فقہ و حدیث و تفسیر مذاہب خمسہ یعنی حنفی، حنبلی، مالکی، شافعی و اثناء عشری میں دستگاہ کامل حاصل کی تھی۔

صاحب قصص العلماء نے شہید ثانی کے تلمیذ رشید جناب محمد بن علی بن حسن عاملی سے نقل کیا ہے۔ جنھوں نے ایک مستقل کتاب اپنے استاد کے حالات میں تحریر کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ آپ جامع مفاخر و محاسن تھے۔ سرو اراست و مبداء و منتہاء فضائل و محامد تھے۔ عمر کا کوئی حصہ بھی سوائے حصول کمالات و محامد کے کسی اور میں صرف نہیں فرماتے تھے۔

اشتغال علمیہ

شب و روز کے اوقات اپنے اشتغال علمیہ و عبادت وغیرہ کے لئے تقسیم فرمایا تھا۔ آپ کے تلمیذ رشید محمد بن علی نے تمام اوقات کا تفصیل سے ذکر کیا ہے جو تصنیف و تالیف و مطالعہ کتب و عبادت میں گئی و کوششیں اپنے اہل کے کے لئے انتظام معاش، محتاجوں کی ضروریات کو پورا کرنے کا وقت ایسے اہم امور پر منقسم تھے۔ مہمانوں سے نہایت خندہ پیشانی اور بشاشت سے ملاقات کرتے تھے۔ آپ کا دستور تھا کہ رات کے وقت لکڑی جمع کرکے عیال کے لئے لاتے تھے۔

نماز صبح مسجد میں ادا کرتے تھے دن کا باقی حصہ میں تشنگان علوم کو درس دیا کرتے تھے۔ نماز عشاء جماعت سے ادا کرتے تھے اس کے بعد اپنے انگور کے باغ میں جاتے تھے اور اس کی اصلاح و درستی و حفاظت میں مشغول رہتے تھے۔ اور وقت نماز صبح مسجد پہنچ جاتے تھے۔ نماز سے فراغت کے بعد ہی سلسلہ درس شروع ہو جاتا تھا۔ اس کے بعد ذکر کیا ہے کہ جناب شہید ثانی ادب، فقہ، و تفسیر و حدیث و منطق و ہیئت و ہندسہ و حساب و دیگر علوم میں حد کمال کو پہونچے ہوئے تھے۔

(قصص العلماء ص۲۳)

کرامات شہید ثانی

صاحب شہداء الفضیلہ تحریر فرماتے ہیں کہ سید بدر الدین بن حسن بن قاسم مدنی نے علامہ شیخ حسین بن عبد الصمد والد علامہ بہائی سے ایک سوال کیا کہ

سوال: جناب کا اس بارے میں کیا ارشاد ہے جو شہید ثانی سے نقل کی گئی ہے کہ جناب کے ساتھ موصوف مقام اسمٰعیل کی طرف سے گزرے تو فرمایا کہ اس مقام پر ایک شخص قتل کیا جائے گا جس کی بڑی منزلت ہوگی یا اسی کے مانند کچھ ارشاد فرمایا۔ جناب شہید اس کے بعد اسی مقام پر شہید کئے گئے ظاہر ہے کہ بلاشبہ یہ شہید کے کرامات میں داخل ہے۔

جواب: علامہ شیخ حسین نے فرمایا۔ ہاں جناب شہید ثانی نے یہ فرمایا تھا اور خطاب مجھ سے تھا اس کے بعد مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ اسی جگہ شہید کئے گئے اسی قسم کی ایک اور پیش گوئی علامہ بہائی نے اپنے والد ماجد سے نقل کی ہے۔

اور اپنے بعض مولفات میں تحریر فرمائی ہے۔

اسبابِ شہادت

اسبابِ شہادت کے بارے میں صاحب امل الامل تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بعض مشائخ سے سنا ہے اور بعض نے قطعی حکم دیا ہے کہ دو شخصوں نے آپ کے سامنے ایک مقدمہ پیش کیا۔ آپ نے اس میں ایک کے موافق حکم صادر کیا۔ دوسرا غضبناک ہوا اور قاضی صیدا سے آکر شکایت کی کہ جناب شہید ثانی اس زمانے میں "شرح لمعہ" کی تصنیف میں مشغول تھے اور غالباً روزانہ اس کا ایک جز تحریر کرتے تھے۔ شرح لمعہ کے اصل نسخے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسے چھ ماہ چھ دن میں تحریر فرمایا تھا۔ قاضی نے آپ کی تلاش کے لئے قریہ جبع میں ایک شخص کو روانہ کیا۔ آپ اس زمانے میں شہر سے باہر اپنے انگور کے باغ میں تصنیف و تالیف کے لئے گوشۂ تنہائی میں تشریف فرما تھے۔ اس وجہ سے بعض اہل شہر نے کہا کہ وہ ایک عرصے سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ ادھر جناب شہید ثانیؒ کے دل میں بھی یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ سفرِ حج کریں۔ حالانکہ کئی مرتبہ حج کر چکے تھے۔ لیکن اس سفر سے مقصد یہ تھا کہ آپ اب روپوش ہو جائیں۔ چنانچہ ایک پردہ دار محمل میں آپ نے سفر کیا۔ ادھر قاضی نے شاہ روم کو تحریر کیا کہ سرزمین شام پر ایک بدعتی مذہب اربعہ سے خارج نمودار ہوا ہے۔ شاہ روم نے شہید ثانی کی تلاش میں ایک شخص کو روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ انھیں میرے پاس زندہ لے آؤ تاکہ میں علماء کو اپنے یہاں جمع کروں اور وہ مجھے بتائیں کہ اس کا مذہب کیا ہے۔ پھر

Presented by www.ziaraat.com

میں اپنے مذہب کے مطابق اس کے بارے میں حکم دوں گا۔ وہ شخص جبع آیا۔ وہاں اسے معلوم ہوا کہ جناب شہید ثانی مکہ معظمہ گئے ہوئے ہیں۔ وہ آپ کی تلاش میں مکہ روانہ ہوا راستے میں آپ سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے فرمایا میں حج کروں پھر جو تو چاہتا ہے کروں گا۔ وہ اس بات پر رضامند ہو گیا۔ جناب شہیدؒ حج سے فارغ ہونے کے بعد اس کے ہمراہ قسطنطنیہ روانہ ہو گئے۔

جب آپ سرزمین روم میں داخل ہوئے تو جلاد کی ایک شخص سے ملاقات ہوئی۔ اس نے شہید ثانی کے بارے میں دریافت کیا۔ اس مرد نے کہا کہ یہ ایک شیعہ عالم ہیں میں انھیں بادشاہ کے دربار میں پہنچانا چاہتا ہوں اس نے کہا کر تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ یہ بادشاہ سے تمہاری شکایت کریں اور بتائیں کہ ہماری خدمت میں اس نے فلاں فلاں کوتاہی کی ہے اور اذیت دی ہے اور پھر بادشاہ کے پاس اس کے حامی و مددگار موجود ہوں اور یہ تیری ہلاکت کا سبب بن جائے اس لئے مناسب رائے یہ ہے کہ انھیں قتل کر کے بادشاہ کے پاس لے جا۔ چنانچہ اس نے آپ کو سمندر کے کنارے قتل کر دیا۔ جب وہ شخص سر لئے ہوئے بادشاہ کے پاس آیا تو بادشاہ کو اس کی یہ حرکت پسند نہ آئی اور کہا کہ میں نے تم سے کہا تھا کہ تم زندہ لانا اور تو نے قتل کر دیا۔ ادھر عبدالرحیم عباسی نے بھی اس کے قتل کے لئے کوشش کی۔ چنانچہ بادشاہ نے اسے قتل کر دیا۔

صاحب "لؤلؤۃ البحرین" نے واقعات شہادت کو دوسرے عنوان سے تحریر

Presented by www.ziaraat.com

فرمایا ہے لیکن اختصار کے سبب سے اسے ترک کرتے ہیں۔ ۹۶۵ھ میں جب شہید ثانی کو شہید کیا گیا تو آپ کی مدت حیات ۵۴ سال تھی۔

آثار علمیہ

تصنیف و تالیف کے میدان میں شہید ثانی کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ مختلف علوم و فنون میں بکثرت کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ صاحب امل الآمل فرماتے ہیں کہ مجھے بعض معتبر افراد سے معلوم ہوا ہے کہ شہید علیہ الرحمہ نے شہادت کے بعد دو ہزار کتابیں چھوڑی تھیں۔ جن میں اپنے اور دوسروں کے مصنفات شامل تھے

صاحب شہداء الفضیلہ نے شہید علیہ الرحمہ کے ۶۰ تصنیفات کے اسماء تحریر فرمائے ہیں جن میں رسالہ دس علوم کے دس مشکل مسائل کے حل بھی شامل ہیں۔

اولاد امجاد

شہید ثانیؒ کی اولاد پسری و دختری میں بکثرت علماء اور با ذوق شعراء گزرے ہیں جن کے حالات کتب رجال میں مرقوم ہیں آپ کی بیٹیوں میں کچھ افراد آل شرف الدین اور کچھ افراد آل خیر کے شامل ہیں جو اس وقت جبل عامل اور سوریا میں آباد ہیں۔ اور اولاد پسری میں آل طاہری ہیں جو اس زمانے میں جبل عامل و سوریا میں رہتے ہیں اور صاحب علم و فضل سمجھے جاتے ہیں۔

حالات و خدمات

شہید ثالثؒ

قاضی علامہ نور اللہ شوستری

Presented by www.ziaraat.com

نام :۔ نور اللہ شوستری

لقب :۔ شہید ثالثؒ

شجرہ :۔ چوتھے امام حضرت علی ابن الحسین سید الساجدین علیہ السلام کی نسل میں آپ ستائیسویں پشت میں تھے۔

ولادت :۔ ۹۵۶ھ / ۱۵۴۹ء بمقام شوستر (ایران)

مشہور تصانیف :۔ "احقاق الحق" اور "مجالس المومنین"

شہادت :۔ ۱۸ ربیع الآخر ۱۰۱۹ھ / ۷ ستمبر ۱۶۱۰ء

مقام شہادت :۔ آگرہ (ہندوستان)

سنِ مبارک :۔ ۶۳ برس۔

شہید ثالث علامہ قاضی نور اللہ شوستری

آپ کا نام نامی سید علامہ نور اللہؒ بن سید شریفؒ بن نور اللہؒ ہے۔ آپ کا سلسلۂ نسب حضرت سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام تک منتہی ہوتا ہے۔ ۱۵۴۹ء میں ولادت باسعادت ہوئی۔ علماء میں اس جامعیت و کمال و علم و فضل کے کم گذرے ہیں صاحب شہدا الفضیلہ فرماتے ہیں۔

کان (المترجم) من اکابر علماء العہد الصفوی معاصر الشیخنا البہائی قدس سرہ و فی مستر علی المولیٰ عبد الوحید التستری

سلاطین صفویہ کے بزرگ ترین علماء دین میں داخل تھے اور علامہ شیخ بہائی کے ہمعصر تھے۔ شوستر میں ملا عبد الوحید شوستری کے شاگرد تھے۔

جناب شہیدؒ کے فرزند ارجمند علاء الملک بن علامہ نور اللہؒ نے اپنے خاندان کے علماء کے حالات تحریر فرمائے ہیں جس کا نام محفل فردوس رکھا ہے۔ اس میں

اپنے والد ماجد کی سوانح حیات کو بھی تحریر فرمایا ہے۔ ہم مقدمہ صوارم محرقہ سے جس میں شہید کے حالات ہیں محفل فردوس سے کچھ لیا گیا ہے۔ بعض اقتباسات کو یہاں پیش کرتے ہیں۔ موصوف تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت میر نور اللہ مرقدہ ربیع الثانی ۹۷۹ھ میں زیارت امام رضاؑ اور تحصیل علوم و تکمیل نفس قدسی کے لیے شوستر سے مشہد مقدس روانہ ہوئے۔ یکم ماہ رمضان المبارک ۹۷۹ھ وارد مشہد مقدس ہوئے اور مطالعہ علوم دینیہ و معارف یقینیہ کے لئے وہیں قیام کا ارادہ فرمایا۔ محقق تجمید علامہ عبدالوحید اور دیگر اعاظم علماء مشہد سے تحصیل علوم و کمالات شروع کیا۔ مسلسل بارہ سال تک وہیں مقیم رہے۔

قاضی صاحب کا شجرہ

۹۶۵ھ میں قاضی نور اللہ شوشتری کا خاندان شہر شوستر (ایران) کے سربرآوردہ مجتہدین کے خاندانوں میں سے تھا۔ آپ کے آباؤ اجداد اہل تصنیف تھے آپ امام زین العابدین علیہ السلام کی بیسویں اولاد میں تھے۔

قاضی نور اللہ شوستری شہیدؒ ابن سید محمد شریفؒ ابن نور اللہ اولؒ ابن محمد شاہ ابن مبارز الدین الحسینیؒ ابن نجم الدین محمودؒ ابن احمدؒ ابن الحسینؒ ابن محمدؒ ابن ابو المفاخرؒ ابن علیؒ ابن احمدؒ ابن ابوطالبؒ ابن ابراہیمؒ ابن یحییٰؒ ابن الحسینؒ ابن محمدؒ ابن ابو علیؒ ابن حمزہؒ ابن علیؒ ابن حمزہؒ ابن ابو علیؒ ابن محمدؒ ابن الحسینؒ ابن الحسنؒ ابن حسین الاصغرؒ ابن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

Presented by www.ziaraat.com

عہد اکبری اور شہید ثالثؒ کی آمد

عبدالقادر بدایونی لکھتے ہیں کہ ہندوستان کی اکثریت کا صحبت کا اثر اکبر پر اتنا پڑ چکا تھا کہ حکم شاہی سے نماز جماعت اور اذان موقوف کر دیئے گئے تھے۔ احمدؐ، محمدؐ، مصطفےٰؐ وغیرہ الفاظ کا سننا بھی اکبر کو گوارا نہ تھا۔ حتیٰ کہ دربار میں جن لوگوں کے ناموں میں یہ الفاظ موجود تھے ان کو بدل کر رحمت یا اسی قسم کے اور الفاظ استعمال کئے جاتے تھے۔ مثلاً محمد خان کی جگہ رحمت خان وغیرہ۔ مسلمانوں کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ کتے اور سور وغیرہ پالیں۔ حلال جانوروں کا گوشت حرام کر دیا گیا تھا۔ داڑھیاں منڈوانے کا حکم عام تھا۔ شراب جائز، فاتحہ اموات لغو، چچا ماموں اور قریبی اعزا کی بیٹیوں سے نکاح ناجائز، طلائی اور ریشمی کپڑے پہننا لازمی۔ نماز روزہ، حج وغیرہ جملہ ارکان اسلام ممنوع۔ نماز عیدین بند۔ ان کے جگہ جلوس کے دن اظہار مسرت۔ سنہ ہجری کا حساب موقوف اور اس کی جگہ سنہ الہٰی عربی پڑھنا جاننا عیب، فقہ حدیث پڑھنے والوں پر طعن۔ عربی زبان کے حروف ث۔ ح۔ ع۔ ص ط۔ ظ۔ ق خارج۔ عبداللہ کی جگہ ایداللہ جو اکبر کو پسند تھا۔ اکبر نے آتش پرستی شروع کر دی تھی۔ قمار بازی عام کر دی تھی۔ اکبر بجائے مغرب کے مشرق کی طرف سجدہ کرتا تھا۔

مختصر یہ کہ ایک طرف تو اکبر مذہب سے دور ہو چکا تھا اور دوسری طرف ہوا پرست علماء اور باطن لوگوں کے ہاتھوں رعایا تنگ تھی۔ دربار میں جو تھوڑے سے دیندار تھے بس انہیں تو فکر تھی کہ شہنشاہ اکبر کو کس طرح صحیح راستے پہ لائیں۔ مثلاً حکیم

فتح گیلانی، حکیم ہمام ابو الفضل فیضی وغیرہ چنانچہ حکیم فتح گیلانی نے قاضی نور اللہ شوشتری کا اکبر سے غائبانہ تعارف کرایا اور اکبر نے قاضی صاحب کو بلانے کی خواہش ظاہر کی چنانچہ آغاز ۹۹۲ھ قاضی صاحب ہندوستان تشریف لائے۔ قاضی صاحب کو معلوم تھا کہ مجھے ہندوستان آنے کی دعوت کیوں دی گئی ہے۔ انہیں فتح گیلانی نے مراسلات کے ذریعے پہلے ہی ہندوستان کے حالات بتا دیئے تھے۔ قاضی صاحب نے بالاعلان اپنی شیعیت کا اظہار کیا۔ اور مذہب امامیہ کی تبلیغ میں مشغول ہو گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو لوگ تقیہ میں گرفتار تھے انہوں نے اپنی شیعیت کو ظاہر کیا۔ اور کثیر تعداد میں لوگوں نے مذہب امامیہ اختیار کرنا شروع کر دیا۔ آپ کی تصنیف کردہ کتاب "مجالس المومنین" کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کے مختلف مقامات مثلاً لاہور، کشمیر، دہلی، ملتان، گجرات اور سندھ میں جو تقیہ میں چھپے ہوئے تھے وہ اعلانیہ نمایاں ہو گئے۔ ہمیں یہ کہنے میں کوئی پس و پیش نہیں ہے کہ آج ہندوستان میں جو کثیر تعداد شیعوں کی ہے یہ سب نتیجہ قاضی صاحب علیہ الرحمہ کے فیض روحانی کا نتیجہ ہے۔

ہندوستان میں پہلی بار محفل میلاد النبیؐ

قاضی صاحب نے اکبر کو آمادہ کیا کہ وہ محفل میلاد النبیؐ منعقد کرے۔ چنانچہ فتح پور سیکری میں پہلی بار بڑے پیمانے پر محفل النبیؐ قاضی صاحب اور ان کے احباب کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ جس کا تذکرہ کتاب سیر المتاخرین میں ہے۔ چنانچہ حاسدوں کی

Presented by www.ziaraat.com

سرگوشیاں شروع ہوئیں۔ اکبر کے دربار کے دو مخصوص آدمی جن کی وجہ سے اکبر اور اس کی سلطنت کے حالات ابتر ہو گئے تھے وہ دونوں بزرگ شیخ عبد اللہ مخدوم الملک اور عبد النبی صدر الصدور تھے۔ ملا عبد القادر بدایونی لکھتے ہیں کہ ان دونوں میں ایک جس فعل کو حرام بتلاتا تھا دوسرا اسی کو حلال کہہ دیتا تھا۔ ان دونوں کی کش مکش ہی کے نتیجے میں شہنشاہ بد اعتقاد اور اسلام سے منحرف ہو گیا تھا۔ مگر قاضی صاحب کی کوششوں سے اکبر تیز رفتاری کے ساتھ پھر اسلام کی طرف لوٹنے لگا۔ دربار میں آزادانہ مذہبی مباحثے ہونے لگے۔

مخدوم الملک اور عبد النبی کا حشر

شہنشاہ اکبر کو شیخ عبد اللہ مخدوم الملک اور عبد النبی صدر الصدور سے ان کے غلط طریقہ کار سے اس درجہ نفرت ہو گئی تھی کہ وہ ان دونوں کا دیکھنا تو درکنار ہندوستان میں رہنا بھی پسند نہ کرتا تھا۔ چنانچہ اس نے حکم دیا کہ تم دونوں مکہ چلے جاؤ۔ ہندوستان کو خالی کر دو۔ چار و ناچار ان دونوں کو ہندوستان چھوڑنا پڑا۔ مکہ معظمہ پہنچ کر ان دونوں نے بالاعلان اکبر کی برائیاں شروع کر دیں۔ اسی دوران ان کو خبر ملی کہ اکبر کا چچا زاد بھائی محمد حکیم مرزا باغی ہو کر لاہور کا محاصرہ کئے ہوئے ہے۔ اس خبر سے انہیں دوبارہ اقتدار کی امید ہوئی۔ اور وہ ہندوستان پہنچے کہ حکیم مرزا کا ساتھ دیں۔ جب احمد آباد پہونچے تو انہیں معلوم ہوا کہ محمد حکیم مرزا کو شکست ہوئی۔ اکبر کو بھی مخدوم الملک اور صدر الصدور کے باغیانہ خیالات کی اطلاع مل چکی تھی۔ چنانچہ ان دونوں کو گرفتار

Presented by www.ziaraat.com

کر لیا گیا۔ مخدوم الملک تو جالندھری میں خوف سلطانی سے فوت ہو گئے اور عبد النبی صدر الصدور کو دربار اکبری میں لایا گیا اور راجہ ٹوڈرمل کی نگرانی میں دفتر خانہ کی کچہری میں دو سال قید رہے۔ اور ۹۹۲ھ قید خانہ میں ہی ختم ہو گئے (از منتخب التواریخ)

دربار اکبری میں آفتاب علم

اکبر کے دربار میں قاضی صاحب نے اپنے علم کا سکہ بٹھا دیا۔ اسی زمانے میں اکبر کو یہ اطلاع ملی کہ معین الدین قاضی ضعیف العمر ہونے کی وجہ سے صحیح کام کرنے سے معذور ہیں۔ رشوت ستانی کا بازار گرم تھا جس سے رعیت عاجز تھی۔ مرزا فولاد بیراس کا واقعہ بھی ہو چکا تھا۔ چنانچہ اکبر نے لاہور پہنچ کر جناب قاضی صاحب کو قاضی القضاۃ مقرر کیا تھوڑے ہی دنوں میں قاضی صاحب علیہ الرحمۃ کے انصاف و حق پرستی کا ڈنکا بجنے لگا۔ ہر خاص و عام خواہ موافق ہو یا مخالف ان کے فیصلے سے مطمئن رہتا۔ اکبر بھی مطمئن تھا۔ اور مداخلت نہیں کرتا تھا۔ مگر قاضی صاحب کی ہر دلعزیزی چند متعصبین کو خار کی طرح کھٹک رہی تھی لیکن اکبر کی عالی دماغی کے سامنے متعصبین مجبور و لاچار تھے۔ تھوڑے ہی عرصے کے بعد شہنشاہ اکبر نے قاضی صاحب کو ذمہ دار بندوبست بھی مقرر کر دیا۔ اور قاضی صاحب نے اس اہم کام کو بھی اس خوبی سے انجام دیا کہ صفحات تاریخ کو ان کی مدح سرائی کرنا پڑی۔

اب وہ زمانہ تھا کہ قاضی صاحب کے گروہ کے علماء اور فضلاء یکے بعد دیگرے جدا ہو چکے

تھے۔ اب نہ وہ وقت تھا نہ ابو الفتح گیلانی موجود تھے۔ نہ حکیم شاہ فتح اللہ شیرازی نہ شیخ مبارک اور نہ ان کے صاحبزادے۔ اب تنہا قاضی صاحب تھے جن کے ذمہ ملک کی پوری ہدایت تھی اور متعصب اور خود غرض علماء کا مقابلہ۔ اکبری دور کا آخری زمانہ تھا۔ رفتہ رفتہ وہ دن آ ہی گیا کہ ۱۰۱۴ھ میں اکبر نے انتقال کیا اور اس کا بیٹا سلیم تخت نشین ہوا جس نے جہانگیر کا لقب اختیار کیا۔

جہانگیر کی تخت نشینی

جہانگیر شروع ہی سے عیش پسند اور آرام طلب تھا۔ سیر و شکار کا شوقین اور مے نوشی میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا۔ تاریخ جلوس ۱۲ جمادی الثانی اور پنجشنبہ عمر ۳۷ سال ہے۔

جلوس کے وقت دربار میں علاوہ دیگر علماء اور وزراء کے مرزا غیاث بیگ اور سید فرید بخاری بھی تھے۔ جو مذہب شیعہ رکھتے تھے۔ مرزا غیاث بیگ جو نور جہاں کے والد تھے اور عہدہ وزارت پر فائز تھے۔

بعد جلوس جہانگیر نے فرید بخاری کو میر بخشی کا اور مرزا غیاث بیگ کو اعتماد الدولہ کا خطاب دیا۔

قاضی صاحب کا زمانہ مشکلات

اکبر کے انتقال کے بعد جہانگیر کے دربار کا رنگ اور تھا۔ دربار اکبری کی تمام

خوبیاں محو ہو چکی تھیں۔ شراب خوری نفس پروری یہ اس کے مشاغل تھے۔ اور مملکت سے بے خبر۔ نور جہاں کے عشق اور شیر افگن کو قتل کر کے اس کے حاصل کرنے کی ادھیڑ بن میں اپنے جلوس کے پہلے روز سے پڑا ہوا تھا۔ چنانچہ میدان خالی پا کر متعصب لوگوں کو موقعہ ملا۔ اکبر کے زمانے میں بھی قاضی صاحب علیہ الرحمہ کی شکایت اکبر تک پہونچائی گئیں مگر اکبر کے تدبر نے کبھی اس کا موقع نہیں دیا کہ لغو شکایات پر کوئی ضرر قاضی صاحب کو پہنچایا جا سکتا۔ لیکن بے خبر اور سلطنت سے غافل جہانگیر کے پاس بد باطن درباریوں نے زیادہ آزادی سے شکایتیں پہونچائیں اور کمزور طبیعت بادشاہ جہانگیر ان شکایت سے متاثر ہو گیا۔

قاضی صاحب کو شہید کرانے کی منظم سازش

جہانگیر کو تخت سلطنت پر بیٹھے پانچ سال گزر چکے تھے اور اس دوران قاضی صاحب کے خلاف بہت سی کارروائیاں کی گئیں مگر کوئی کارگر نہیں ہوئی تھی۔ آخر کار مخالفین نے ایک آدمی کو آمادہ کیا کہ وہ قاضی صاحب کی شاگردی اختیار کرے۔ چنانچہ وہ آدمی قاضی صاحب علیہ الرحمہ کے پاس آیا اور خود کو شیعہ ظاہر کر کے شاگردی کی خواہش کی اور شاگرد ہو گیا۔ رفتہ رفتہ قاضی صاحب کو اتنا اعتماد ہو گیا کہ آپ اپنی کتابیں مجالس المومنین اور احقاق الحق وغیرہ جو اس زمانے میں لکھ رہے تھے۔ اس نے شاگرد سے لکھوانی شروع کیں۔ اور اس شخص نے ان تصانیف کی نقلیں خفیہ طریقہ سے کر کے

مخالفین تک پہونچانا شروع کیں۔ ایسے موقعہ پر مخالفین نے ایک ایسا مضمون جو نہایت گستاخانہ تھا تیار کر کے اس شاگرد کے ذریعے قاضی صاحب کی کتاب میں تحریر کرا دیا جس کا کوئی ربط کتاب سے نہ تھا۔ مگر اس مضمون نے شراب خوار بادشاہ جہانگیر کے علم سے نشہ کی حالت میں مخالفین کے مقصد کو پورا کر دیا۔ جب یہ عبارت کتاب میں تحریر ہو گئی تب دشمنوں نے قریبی شاگردی کے ذریعے کتاب کو اپنے قبضے میں کر لیا اور پھر انہی لوگوں نے ایک کمیٹی بنا کر ایک محضر تیار کیا جس پر تقریباً ۲۰ آدمیوں کے دستخط ہوئے جس میں ۴ سزائیں تحریر کی گئیں۔

(۱) خاردار درے لگائے جائیں (۲) گدی سے زبان نکلوا دی جائے (۳) جسم پگھلوا کر پچوایا جائے (۴) سر تن سے جدا کیا جائے۔

جس جگہ یہ محضر تیار کیا گیا تھا وہ ایک مسجد ہے جو سکندر لودی کے نام سے مشہور ہے اور کلکٹری کچہری آگرہ کے پاس ہے۔

جہانگیر نے بلا سوچے سمجھے نشہ شراب کی بدمستی میں اس حکم پر دستخط کر دیئے۔

اب کیا تھا سلسلۂ سیادت کا ایک تابندہ گوہر معرض زوال آگیا۔ مدتوں جو خار متعصبین کے دلوں میں کھٹک رہا تھا اس کے دور ہونے کا وقت آگیا تھا۔ جلادوں کے پہرے میں آپ بے رحم مجلس شوریٰ کے سامنے پیش کیے گئے اور آپ کو سزا سنائی گئی۔ سرزمین آگرہ پر اس عالم دین کا جو اپنے زمانے میں محمدؐ و آل محمدؐ کا بہترین ثنا خوانی نامہ تھا۔ اور ملک ہندوستان کے باشندگان کی خدمت حقیقی کے لئے

اپنے اہل سے دور ترک وطن کر کے بحیثیت مہمان بلایا گیا تھا۔ اپنے خاندان کے شہدائے ماسلف کی روایات کو شہید ظلم ہو کے پورا کر گئے۔

قاضی صاحب نے سبب قتل دریافت کیا مگر انہیں نہیں بتایا گیا۔ وقت عصر تھا۔ اور ۱۸ جمادی الاول ۱۰۱۹ھ بروز جمعہ آپ نے نماز ادا کرنے کی مہلت چاہی جو بدقت تمام دی گئی۔ بعد فراغت نماز اس شہید راہ حق نے سر تسلیم جھکا دیا اور ظلم کی تمام منزلیں اپنے اوپر طے کرائیں۔ شہید کی لاش مبارک بے گور و بے کفن کئی روز تک ایسی جگہ پڑی رہی جو شہر میں سب سے زیادہ متعفن مقام تھا اور اس بات کا اہتمام کیا گیا تھا کہ کسی کو اس واقعہ کی اطلاع نہ ہو اور اگر ہو بھی جائے تو کوئی بھی لاش مبارک تک جانے نہ پائے۔ کئی روز بعد گوالیار میں ایک ایرانی شیعہ سردار نے خواب میں سیدۃ کونین صلواۃ اللہ علیہا کی زیارت کی اور جن کی زبانی اسے حکم ملا کہ آگرہ جا اور میرے فرزند کی لاش جو بے گور و کفن پڑی ہوئی ہے اسے دفن کر۔ چنانچہ مرد مومن اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ آگرہ آیا اور جہانگیر سے لاش کو دفن کرنے کی اجازت لی۔

سید راجو بخاری جن کا ذکر مجالس المومنین میں خود قاضی صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے جو قاضی صاحب کے گہرے دوست تھے انہوں نے قاضی صاحب کی نماز جنازہ پڑھائی اور لاش مبارک کو سپرد خاک کیا۔ سید راجو بخاری جنہوں نے فیصلہ کیا کہ میں اپنی عمر قاضی صاحب کی قبر کی مجاوری میں بسر کروں گا مگر انھیں بھی مخالفین نے اس کا موقعہ نہ دیا اور ان بزرگ کو مجبور کیا کہ وہ قصبۂ باڑی ریاست دھول پور چلے جائیں۔ چنانچہ سید صاحب دھول پور چلے گئے اور وہیں ان کا انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔

Presented by www.ziaraat.com

سفر ہندوستان و عہدۂ قاضی القضاۃ

علامہ عطاء الملک فرماتے ہیں کہ کثرت آلام و افکار و مصائب کے سبب سے آپ نے یکم شوال ۹۹۰ھ کو ہندوستان کا سفر کیا۔ وہاں مقربان جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ہند میں داخل ہو گئے۔ بادشاہ موصوف ان کی بڑی قدر و منزلت کرتا تھا جس کی وجہ سے بڑے بڑے عہدوں پر سرفراز فرمایا۔ جیسے عہدہ قاضی القضاۃ فوج وغیرہ

صاحب نجوم السماء کتاب منتخب التواریخ ملا عبد القادر سے حالات علماء دربار اکبری سے نقل کرتے ہیں کہ قاضی نور اللہ شوستری اگرچہ شیعی مذہب ہیں لیکن بہت زیادہ صفت انصاف و عدالت و نیک نفسی و حیا و تقویٰ و صفت اوصاف اشراف سے متصف ہیں۔ اور علم و حلم و جودت فہم میں تیزی طبیعت وہ صفائے باطن و ذکاوت و ذہانت میں مشہور ہیں۔ اچھے تصانیف کے مالک ہیں۔ تفسیر بے نقط شیخ فیضی پر ایک تقریظ لکھی ہے جو حد تعریف و توصیف سے باہر ہے۔ ذوق نظم بھی رکھتے ہیں اور اچھے اشعار کہتے ہیں۔ حکیم ابو الفتح کے ذریعے سے دربار شاہی میں داخلہ ہو گیا۔ اور جب شاہی سواری لاہور وارد ہوئی شیخ معین قاضی لاہور پیرانہ سالی و ضعف سے دربار شاہی میں گر پڑے تو بادشاہ کو ان کے بڑھاپے پر رحم آیا اور فرمایا کہ شیخ اب کام کرنے کے لائق نہیں ہیں۔ قاضی نور اللہ ان کی جگہ پر معین کئے جائیں۔ امر حق یہ ہے کہ موصوف نے مفتیان بے حیا و بے شرم و محتسبان بدنفس لاہور کو جو معلم الملکوت کو بھی

سبق پڑھا دیا کرتے تھے ۔ اسی طرح ضابطے کے اندر رہ آئے ۔ اور ان پر رشوت کے راستوں کو بند کر دیا جس سے بالاتر تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ہے ۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ حسب ذیل شعر کے شاعر نے آپ ہی کو مراد لیا ہے ۔

توئی آں کس کہ نکردی بہمہ عمر قبول — در قضا ہیچ کس غیر شہادت زکوٰۃ

جناب شہید کے متعلق ایک جلیل القدر سنی عالم کے یہ خیالات ہیں جو آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔

ذکاوت و ذہانت اور حاضر جوابی

جناب شہید کے فرزند ارجمند نے محفل فردوس میں آپ کی حاضر جوابی اور مذاکرات علمیہ کے موصوف کی ذکاوت و ذہانت اور جلالت علمی کا پتہ چلتا ہے ۔ جن میں سے ایک واقعہ جناب شہید کے زمانہ طالب علمی کا ہے ۔ موصوف فرماتے ہیں کہ جناب شہید نے حاشیہ بیضاوی پر تحریر فرمایا ہے کہ جب سید فاضل امیر عز الدین فضل اللہ یزدی رحمۃ اللہ زیارت مشہد مقدس سے مشرف ہوئے تو ایک دن میرے عم نامدار مرحوم کی خدمت میں بھی تشریف لائے ۔ دیگر اکابر و اعیان کے ساتھ میں بھی وہاں حاضر تھا ۔ سید مذکور نے اپنے سفر کے حج کے حالات و واقعات کو بیان کرنا شروع کیا ۔ حرمین شریفین میں جن علماء و اکابر سے ملاقات ہوئی تھی ان کا حال بیان کیا اور شیخ ابو الحسن بکری شافعی مصری کے فضل و انصاف و تعصب مذہبی سے اجتناب ۔ کے واقعات ذکر کئے اور کہا کہ میں ان

Presented by www.ziaraat.com

سے اکثر اوقات ملتا رہتا تھا ۔ اور مذہب اہل سنت و شیعہ کے مشکل ترین مسائل شرعیہ کو دریافت کیا کرتا تھا وہ مجھے اچھے جوابات دیا کرتے تھے ۔ منجملہ ان مسائل کے یہ مسئلہ بھی تھا کہ شیعوں کے اس قول کا کیا مطلب ہے کہ انبیاء قبل و بعد معصوم تھے ۔ حالانکہ قبل بعثت شریعت اور دین کا وجود نہیں تھا جس کے احکام سے ان سے مواخذہ کیا جاتا ۔ انہوں نے جواب دیا کہ شیعوں کی مراد یہ ہے کہ مثلاً نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ ایسی فطرت سلیمہ اور طبیعت پاکیزہ رکھتے تھے کہ اگر قبل بعثت شریعت بھی ہوتی تو پھر بھی آپ سے کوئی ایسی بات واقع نہ ہوتی جو اس شریعت کے اعتبار سے قابل مواخذہ ہوتی ۔ سید مذکور سے جب میں نے یہ جواب سنا تو میرے ذہن میں اس سے بھی قوی جواب آیا ۔ لیکن میں اس زمانے میں تحصیلات علوم میں مبتدی تھا ۔ اور شرح ہدایت الحکمت اور اسی کی مانند کتابیں پڑھ رہا تھا ۔ اس لئے ان فاضل بزرگ کی ہیبت کلام کرنے سے مانع ہوئی لیکن جب میں بہت تنگ دل ہوا اور مجھ میں سکوت و صبر کی طاقت نہ باقی رہی تو میں نے اپنے عم محترم کی موجودگی میں عرض کیا کہ شیعوں کو اس اشکال کے جواب کے لئے شیخ و عالم اہل سنت کے پاس اس جواب کی ضرورت نہیں ہے ۔ اس لئے کہ اصول شیعہ امامیہ میں قاعدہ حسن و قبح عقلی داخل ہے ۔ اس لئے کہ اس فرض کی بنا پر شریعت موجود نہیں ۔ قبل بعثت اگرچہ مواخذہ شرعیہ نہیں ہوتا ہے لیکن قاعدہ حسن و قبح عقلی کے سبب سے مواخذہ کا ہونا موجود ہے لہذا معصوم ہونا ضروری ہے حاضرین نے اس جواب کو پسند کیا اور میری بڑی تعریف کی ۔ الحمد للہ رب العالمین

موصوف نے اور بھی واقعات ذکر کئے ہیں لیکن اختصار کے سبب ہم ان کو ترک کرتے ہیں۔

سبب شہادت

صاحب نجوم السماء فرماتے ہیں کہ تذکرے نے بعض موثق افراد سے روایت کی ہے کہ سید مذکور ہمیشہ مخالفین میں تقیہ کرتے تھے۔ اور اپنے مذہب کو ان سے مخفی رکھتے تھے۔ مسائل فقہیہ میں اہل سنت کے چاروں مذہبوں میں مہارت و دستگاہ رکھتے تھے اسی لیے اکبر بادشاہ اور اکثر لوگ انھیں سنی سمجھتے تھے۔ جب اکبر بادشاہ کو ان کے علم و فضل و لیاقت کا حال معلوم ہوا تو انھیں قاضی القضاۃ کا عہدہ سپرد کیا۔ جناب سید شہید فرماتے ہیں کہ میں اس شرط سے اس منصب کو قبول کروں گا کہ چاروں مذاہب یعنی شافعی حنفی، حنبلی، مالکی میں سے جس مذہب کا مسئلہ میرے رائے و اجتہاد کے مطابق ہوگا اس کے موافق فتویٰ دوں گا۔ چونکہ میں قوت نظر و استدلال رکھتا ہوں اس لئے احکام میں کسی کی پابندی نہیں کروں گا۔ لیکن اپنے اجتہاد میں چاروں مذہبوں میں سے کسی مذہب سے باہر نہیں جاؤں گا۔ بادشاہ نے اس شرط کو قبول کر لیا۔ جناب قاضی صاحب علیہ الرحمہ ہمیشہ مذہب امامیہ کے مطابق فتویٰ دیتے تھے۔ اور اگر کوئی اعتراض کرتا تھا تو ثابت فرما دیتے تھے کہ میرا فتویٰ مذاہب اربعہ سنیہ میں سے فلاں مذہب کے مطابق ہے۔ پس بعض فتوے تو مذہب شافعیہ کے مطابق ہوتے تھے اور بعض مذہب

Presented by www.ziaraat.com

حنفیہ کے مطابق ہوتے تھے اور بعض مالکیہ و حنبلیہ کے مطابق ہوتے تھے۔ قاضی صاحب ہمیشہ اسی طرح احکام امامیہ کو جاری کرتے رہتے تھے اور پوشیدہ طور سے تصنیف و تالیف میں مشغول رہتے تھے۔ جب اکبر بادشاہ نے وفات پائی اور اس کی جگہ جہانگیر بادشاہ تخت سلطنت پر بیٹھا تو قاضی صاحب بدستور اپنے عہدے پر باقی رہے لیکن مقربین جہانگیر بادشاہ میں سے بعض علماء کو معلوم ہوا کہ قاضی صاحب مذہب شیعہ رکھتے ہیں اس نے بادشاہ سے شکایت کی اور کہا کہ فتویٰ میں مذاہب اربعہ میں سے کسی مذہب کے پابند نہیں ہیں اور ہر مسئلہ میں جو مسئلہ مذہب امامیہ کے مطابق ہوتا ہے اس کے موافق فتویٰ دیتے ہیں۔ بادشاہ نے اس بات کو ناپسند کیا اور کہا کہ یہ چیز ان کی شیعت کو ثابت نہیں کرتی ہے اس لئے کہ انہوں نے پہلے ہی روز یہ شرط کر لی تھی کہ مذاہب اربعہ میں سے کسی مذہب کا پابند نہیں رہوں گا۔ بلکہ ان سے جس کے مطابق میری رائے ہوگی حکم کروں گا۔ یہ سن کر علمائے مخالفین اس فکر میں رہے کہ کس طرح ان کی شیعت کو بادشاہ پر ثابت کریں اور ان کے قتل کا حکم بادشاہ سے حاصل کریں۔ چنانچہ ایک شخص کو قاضی صاحب کے پاس بھیجا کہ ان پر اپنی شیعت کو ظاہر کرے اور قاضی صاحب کی تصنیف کو حاصل کرے۔ وہ شخص قاضی صاحب کے پاس آیا اور اپنی شیعت کا اظہار کیا اور قاضی صاحب کے تلامذہ میں داخل ہو گیا ایک عرصہ تک اسی طرح قاضی صاحب کے پاس رہا۔ موصوف کو اس پر بہت زیادہ اعتبار ہو گیا یہاں تک کہ وہ کتاب مجالس المومنین پر مطلع ہوا اور بڑے اصرار و

[illegible] رازداری سے کتاب مذکور کو قاضی صاحب سے حاصل کیا۔ اسے اپنے تحریر لایا۔ اور نقل کر کے پوشیدہ طور سے علمائے مذکورین کے پاس پہنچا دیا۔ ان لوگوں نے اس کتاب کو قاضی صاحب کے اثبات شیعت کا ذریعہ قرار دیا اور بادشاہ سے کہا کہ اس رافضی نے ایسا لکھا ہے اور حد شرعی جاری کئے جانے کا مستحق ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ فلاں مقدار میں درۂ خاردار لگانا چاہئے۔ بادشاہ نے کہا کہ تم لوگوں کو اختیار ہے۔ ان لوگوں نے نہایت عجلت کے ساتھ جناب قاضی صاحب پر یہ ظلم و ستم کیا کہ آپ شہید ہو گئے۔ آپ کی شہادت شہر اکبر آباد (آگرہ) میں واقع ہوئی۔ وہیں آپ کا مزار مقدس واقع ہے اور لوگ اس کی زیارت سے مشرف ہوتے رہتے ہیں۔

ہم کو صاحب نجوم السماء کے اس قول سے اتفاق نہیں ہے کہ شہید علیہ الرحمہ ہندوستان میں تقیہ کی زندگی بسر کرتے تھے۔ ممتاز محقق اور عالم دین علامہ سید سبط الحسن تذکرہ مجیدہ ص ۴۲ پر تحریر کرتے ہیں کہ

شہید کا تقیہ نہ کرنا

شہید علیہ الرحمہ نے اپنے لئے تقیہ کو ضروری نہیں سمجھا بلکہ اپنے مذہب و عقیدے کو اعلانیہ ظاہر کیا۔ جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ ملا عبد القادر بن ملوک شاہ بدایونی نے صاف صاف منتخب التواریخ جلد سوم ص ۱۳۶-۱۳۷ پر یہ بتلایا ہے کہ وہ شیعی مذہب نہیں ہیں اور آپ کا مذہب ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ آپ کے تقیہ نہ کرنے

Presented by www.ziaraat.com

پر میر یوسف علی استر آبادی اخباری نے اعتراض بھی کیا ہے۔ جس کا جواب شہید علیہ الرحمہ نے اپنے مکتوب میں مدلل و مشرح تحریر فرمایا ہے۔ اس میں تحریر فرماتے ہیں جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔ فقیر کے اعتقاد میں بعہد حکومت شہنشاہ عادل اکبر اعظم ہندوستان کے دار الحکومت میں تقیہ کرنے کا کوئی محل نہیں ہے۔ اس لئے نصرت مذہب حق مجھ ایسے شخص کا قتل کر دیا جانا دین کی عزت کا سبب ہے اور صاحب شریعت حقہ نے اجازت دی ہے کہ ایسا شخص تقیہ نہ کرے لیکن دوسرا شخص جو اہل دین میں کوئی بلند مقام نہیں رکھتا اور مجہول الحال ہے اور دین کی نصرت و حمایت میں معقول بات نہیں کہہ سکتا اس پر واجب ہے کہ تقیہ کرے۔ (جواب مکتوب دوم میر یوسف علی)

رہے جناب شہید علیہ الرحمہ کے اسباب شہادت تو اس کے بارے میں معاصر

الشیخنا البہائی و قتل بسبب تالیف احقاق الحق جناب شیخ بہائی کے معاصر تھے اور تالیف احقاق الحق کے سبب شہید کئے گئے۔ جناب علامہ علاء الملک نے محفل فردوس میں آپ کی شہادت کے بارے میں ایک قطعہ تاریخ نقل کیا ہے جس سے تاریخ شہادت کا بھی پتہ چلتا ہے۔ موصوف تحریر فرماتے ہیں ؎

سر اکابر آفاق میر نور اللہ   سپہر فضل وحید زمانہ پاک سرشت
بہ نیمہ شب بست و ششم ربیع آخر   ازیں خرابہ روان شد بقصر بہشت
چو دل ز فکر طلب کرد سال تاریخش   خرد بصفحہ بر افضل العباد نوشت

۱۰۱۹ھ

۲۶ ربیع الثانی ۱۰۱۹ھ کو آپ کی شہادت واقع ہوئی ہے لیکن میرزا محمد ہادی صاحب عزیز تحریر کرتے ہیں کہ یہ واقعہ ۱۸ جمادی الآخر بروز جمعہ ۱۰۱۹ھ میں واقع ہوا۔ جناب قاضی صاحب نے تریسٹھ سال دنیا میں زندگی کی۔

تاریخ وفات

عہد مغل شاہی کے مشہور بزرگ شاہ مظہر الحق ترمذی اکبر آبادی، نے شہید کا قطعہ تاریخ کہا ہے۔

میر نور اللہ عالی انتساب   دین زمانہ باد او، آگہ شدہ

سال و تشش مظہر الحق زد رقم   عدن جائے میر نور اللہ شدہ

اس قطعہ تاریخ کے سلسلے میں علامہ سبط احسن ہنسوی تحریر فرماتے ہیں:

اس قطعہ کے مصرعہ ثانی میں ۱۸ حروف ہیں جس سے قمری ماہ کی اٹھارہ تاریخ نکلتی ہے۔ مصرع ثالث کے پہلے دو لفظ "سال و تشش" میں سات حروف ہیں جس سے ہفتے کا روز ہفتم یعنی جمعہ مراد لیا ہے۔ درمیان میں مصنف کا نام ہے۔ زد رقم میں پانچ حروف ہیں جس سے سال کا پانچواں مہینہ یعنی جمادی الآخر مقصود ہے۔ مصرع چہارم سے ۱۰۱۹ھ نکلتے ہیں (شہید ثالث ص۱۸)

مولانا سعادت حسین خاں مرحوم تحریر فرماتے ہیں:

میرے نزدیک شہید کے فرزند نے محل تحر دوس میں جو کچھ تحریر کیا ہے اس کے بغیر کسی دلیل کے ان تکلفات کی ضرورت نہیں ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

قاضی صاحب کا دفن

جناب مومن محمد ہادی صاحب عزیز مرحوم نے شہید ثالث میں ص۱۹ میں واقعہ دفن کے بارے میں تحریر فرمایا ہے کہ

ایک ایرانی سردار جو اس زمانے میں ریاست گوالیار میں مقیم تھا خواب میں پیغمبر اسلام کی بیٹی فاطمہ زہرا کو دیکھا کہ وہ حکم دے رہی ہیں کہ اس نعش کو تو دفن کردے یہ ایرانی خواب دیکھ کر بیدار ہوا اور فوراً آگرہ پہنچ کر جہانگیر سے اس لاش کی تجہیز و تکفین کی اجازت حاصل کی اور دفن کیا۔ اب اس پر ایک عمدہ عمارت تعمیر ہے اور روضہ کے مشرقی جانب اور کچھ شمالی حصے میں کمرے تعمیر ہو چکے ہیں۔ جن میں زائرین قیام کرتے ہیں۔ مجالس کے لئے ایک بڑا پنڈال بن گیا ہے جس میں سالانہ مجالس زیر نگرانی جناب سلطان المحققین سعید الملت والدین منعقد ہوتی رہتی ہیں، اور اس مزار مقدس کو فرقہ امامیہ کے لوگ مشاہد مقدس کے بعد نہایت مقدس و محترم مقام سمجھتے ہیں اور برابر زائرین زیارت کے لئے آتے رہتے ہیں اور اسے استجابت دعا کا وسیلہ سمجھتے ہیں۔ اس بقعہ مبارکہ کی عظمت و جلالت سمجھنے کے لئے یہ امر کافی و وافی ہے کہ حضرت آیۃ اللہ فی العالمین حجۃ اللہ علی المجاہدین صدر المحققین ناصر الملۃ مولانا سید ناصر حسین نے ۱۳۳۹ھ میں جو وصیت نامہ تحریر فرمایا تھا اس میں یہ وصیت کی گئی کہ اگر میں ہندوستان میں انتقال کروں تو میری میت مزار مقدس شہید ثالث علیہ الرحمہ کے اس حجرے میں دفن کی جائے جس کی نشاندہی مولانا سید محمد

رضا صاحب موسوی کو کردی گئی ہے۔ چنانچہ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ میں اس آفتاب علم و فضل و شرف و کمال کو وہیں دفن کیا گیا۔

آثار علمیہ

کسی عالم دین کی جلالت قدر و عظمت و بزرگی کے معلوم کرنے کا بہترین ذریعہ اس کے مصنفات و تالیفات ہیں۔ جب تک یہ آثار علمیہ باقی رہیں گے اس کے فضل و شرف و کمال کے نشانات باقی رہیں گے۔ چنانچہ شہید ثالث علیہ الرحمہ نے ایک سو ایک کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جو علم تفسیر و فقہ و کلام و اصول فقہ و تاریخ و فلسفہ و منطق و ریاضی و ادب عربی و ادب فارسی و تاریخ و ادعیہ و رجال و نحو میں ہیں جن سے پتہ چلتا ہے موصوف کو اان تمام علوم میں دستگاہ کامل حاصل تھی۔

آپ کے عہد میں شیعی مذہب کے خلاف مخالف علماء کتابیں لکھ کر ان کی اشاعت کرتے تھے اور معتقدین کی وہ کتابیں جو شیعی مذہب کے خلاف تھیں ان کو ماوراء النہر اور حجاز سے بطور ارمغان ہندوستان لاتے تھے۔ ان کے مضامین کی نشر و اشاعت کی جاتی تھی مکاتب و رسائل لکھے جاتے تھے یہاں تک کے اس عہد کے صوفیا بھی نقشبندی طریقہ کو اختیار کرکے عام طور پر ولایت علی بن ابی طالب علیہ السلام سے انحراف کرنے لگے تھے۔ ان حالات میں شہید علیہ الرحمہ نے ان کتابوں کی رد کو ضروری سمجھا۔

مخالفین کی رد میں شہید کے تصانیف

مصائب النواصب

میرزا مخدوم نامی نے کتاب نواقض الروافض کو تالیف کیا اور ہندوستان

Presented by www.ziaraat.com

میں اس کے نسخے کثرت کے ساتھ پہنچے۔ جس سے شیعوں کے خلاف اہل سنت کے بغض و عناد کے جذبہ کو بڑی تقویت پہنچی۔ ضرورت تھی کہ اس کتاب کی فوری رد لکھی جائے۔ جناب شہید اس طرف متوجہ ہو گئے۔ اور ماہ رجب ۹۹۵ھ میں آپ نے سترہ دن کی قلیل مدت میں اس کے جواب میں مصائب النواصب کو تالیف فرمایا۔ نواقض الروافض میرزا مخدوم کا ایک نسخہ ابوالفضل و فیضی کے والد شیخ مبارک کے پاس بھی پہنچ چکا تھا۔ جب انھیں معلوم ہوا کہ نور اللہ شوستری اس کی رد میں لکھ رہے ہیں تو اس کا مطالعہ کرنے کے لئے اتنے بے چین ہوئے کہ جس قدر آپ رد لکھتے جاتے تھے مبیضہ ہونے سے قبل مسودہ کو طلب کر لیتے تھے اور اس کا مطالعہ کرکے اپنے کاتب سے لکھواتے جاتے تھے۔ جناب شہید اپنے مکتوب میں جو میر یوسف علی اخباری استرآبادی کے نام تحریر ہے فرماتے ہیں:۔

"و مرحوم شیخ مبارک کہ دانشمند زمان خود بود و تتبع کتب شیعہ نمودہ و کتاب میرزائے مخدوم را نیز داشت چوں مطلع شد کہ فقیر براں رد می نویسم مجال نداد کہ بر بیاض رود و روز بروز مسودہ آن را از فقیر می گرفت و بکاتب خود می داد کہ بنویسد و می گفت اگر توفیق بیاض شود یکبار آن را خواہم نویسانید در جواب مکتوب دوم میر یوسف علی از مجموعہ مکاتیب یوسف علی اخباری و شہید ثالث مرتبہ عبد الرحیم بغدادی مخطوطہ کتب خانہ آصفیہ نمبر ۱۱۸۴ فن کلام)

اسی مکتوب میں جناب شہید ثالث نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ:۔

احمد بیگ حاکم کشمیر جو متعصب سنّی تھی وہ نواقض الروافض میرزا مخدوم کے مطالعے کے بعد اس کے ایراد و اعتراض کو جو مذہب شیعہ کے خلاف تھے عوام کے سامنے پیش کرتے رہتے تھے اور ملا محمد امین کشمیری شیعی سے برملا بحث و مناظرہ کرکے وہاں کے شیعوں کو پریشان کرتے تھے۔ چونکہ ملا محمد امین شیعی کی ملاقات جناب شہیدؒ سے سیاحت کشمیر کے موقع پر ہو چکی تھی اس لئے ملا محمد امین شیعی نے نواقض کے جواب کو آپ سے طلب کیا اور یہ لکھا کہ:۔

"ایں ہم چنیں اجتماعے و مباحثہ روی دادہ اگر کتاب رد النواقض را نخواہید فرستاد فردائے قیامت پیش جد شما شکایت خواہم کرد۔"

اس وقت آپ نے ملا محمد امین شیعی کے پاس "مصائب النواصب" کی ایک نقل روانہ فرمائی جس کے مطالعہ کے بعد ملا محمد امین مناظرہ و مباحثہ میں اہلسنت پر غالب ہوئے اور اس طرح یہ کتاب کشمیر میں مذہب شیعہ کی تقویت کا سبب بنی۔

مصائب النواصب کے بارگاہ امیر المومنینؑ میں مقبول ہونے کا ثبوت ملا محمد امین کے اس واقعہ سے ملتا ہے جو انھوں نے جناب شہید کو ان الفاظ میں لکھا تھا کہ

"سہ روزہ پیش از آنکہ رد النواقض برسد خواب دیدم کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام ترکش پر تیر با کمان بر میان من بستند و بعد از اں سہ روزہ آں نسخہ رسید و از اں ترکش تیر ہائے جانکاہ بر مخالفاں زدم۔"

Presented by www.ziaraat.com

(ترجمہ) اس کتاب کے پہنچنے سے تین روز پہلے میں نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ حضرت نے میری کمر میں تیروں سے بھرے ہوئے ترکش و کمان کو باندھا۔ تین دن بعد جب کتاب پہنچی تو میں نے اس ترکش سے جان لیوا تیر مخالفین کو مارے۔

مجالس المومنین

اس عہد میں مخالفین شیعہ اپنی مصنفات کے ذریعے یہ پروپیگنڈہ بھی بڑے زور و شور سے کرتے تھے کہ مذہب شیعہ ایک نو مولود مذہب ہے جس کی ابتدا شاہ اسمٰعیل صفوی اول کے عہد سے ہوئی ہے اور ماضی میں یہ فرقہ وجود نہیں رکھتا تھا اور نہ اس مذہب کی کوئی شاندار تاریخ ہے۔ آپ نے اس خیال باطل کو غلط ثابت کرنے کے لئے ۹۹۸ھ سے ایک ضخیم کتاب "مجالس المومنین" لکھنا شروع کی جس کو ۱۰۱۰ھ میں بمقام لاہور اختتام کو پہنچایا۔ اس کتاب میں مذہب شیعہ کی قدامت اور اس کی علمی و ادبی و روحانی و سیاسی عظمت و اہمیت کو روز روشن کی طرح واضح فرمایا ہے۔ یہ کتاب اس قدر مقبول ہوئی کہ اسی عہد میں مخالف و موالف نے اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور نہ صرف موافقین بلکہ مخالفین نے بھی اپنی مصنفات میں اس سے استفادہ کرکے اپنی تالیفات میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اس امر کے استشہاد میں بہت سی تالیفات کو پیش کیا جا سکتا ہے لیکن اس مختصر رسالہ میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔ مجالس المومنین نہ صرف ایک تاریخی گنجینۂ رجال

شیعہ کا تذکرہ یا سلاطین و وزراء، اعیان و ابطال، علماء و حکماء، ادباء و شعراء، مصنفین و مؤلفین روحانیین و صوفیاء، مؤلفات و مصنفات، قبائل و عشائر، امصار و بلاد کا ایک گراں بہا انسائیکلوپیڈیا ہے بلکہ مباحثِ کلامیہ و تحقیقاتِ علمیہ کے لحاظ سے بھی ایک بیش بہا کتاب ہے۔

احقاق الحق

۱۰۱۴ھ میں جب آپ آگرہ میں تھے اور کثرت ملال و ضعف حال کی وجہ سے بقول خود مثل بوسیدہ مشک کے لاغر و کمزور ہو گئے تھے۔ آپ نے سات ماہ کے عرصے میں مشہور متکلم اہلسنت ابن روزبہان کی کتاب ابطال الباطل (جو کشف الحق و نہج الصدق علامہ حلی کے رد میں لکھی گئی تھی) کا جواب احقاق الحق تحریر فرمایا۔ الحق کہ جناب شہید کی اس کتاب نے اشاعرہ کی کمر کو ہمیشہ کے لئے توڑ دیا۔ اسی کتاب کے متعلق علامہ الحاج محمد جعفر کبودر آہنگی اپنی کتاب مراۃ الحق میں تحریر فرماتے ہیں (ترجمہ از فارسی)

انصاف کی بات تو یہ ہے کہ جیسا میں نے استاد معظم میرزا ابوالقاسم قمی اور بعض دوسرے علماء جیسے میرزا محمد مہدی طباطبائی شہر... کو کہتے ہوئے سنا کہ قاضی نور اللہ علم و فضل، تحقیق و تدقیق، تلاش و بحث میں ایسا کمال رکھتے تھے کہ اس طرح فاضل روزبہان کے اعتراضات کو رد فرمایا اور اگر خود علامہ حلی بھی اس کی رد اس طرح کرنا چاہتے تو میرے خیال میں

Presented by www.ziaraat.com

اس انداز میں ان سے بھی ممکن نہ تھا۔"

(مرآۃ الحق فارسی صفحہ ۹۰ مطبوعہ)

یہی فاضل اجل دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ:-

احقاق الحق و مجالس المومنین ان دونوں کتابوں کی نفاست و شرافت اس مرتبے کو پہنچی ہوئی ہے کہ محقق و محدث مولانا محمد تقی مجلسی اول نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ہر شیعہ پر لازم ہے کہ ان دونوں کتابوں کو وہ اپنے پاس ضرور رکھے۔" (مراۃ الحق صفحہ ۱۰۱ مطبوعہ)

صوارم مہرقہ

آپ کے آخری ایام میں علامہ ابن حجر ہیتمی مکی کی "صواعق محرقہ" ہندوستان پہنچی اس کتاب کی بھی اہلسنت میں بڑی دھوم ہوئی۔ آپ نے اس کے جواب میں صوارم مہرقہ تصنیف فرمائی۔ غرضیکہ جناب شہید نے حمایت مذہب کے سلسلے میں جلیل القدر کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں مخالفین کے اعتراضات و الزامات کے دندان شکن جواب دیئے اور شیعہ مذہب کی حقانیت و صداقت اور اس کی حقیقت و قدامت کو ثابت کیا۔

Presented by www.ziaraat.com

مصنفات شہید ثالث علیہ الرحمہ

(۱) تفسیر

(۱) انس التوحید فی تفسیر آیۃ العدل والتوحید — عربی

(۲) تفسیر آیۂ انما المشرکون نجس — "

(۳) تفسیر آیۂ ربوٰا — "

(۴) تفسیر آیۂ قال الملک انی اری سبع بقرات — "

-- -- -- الکافیہ — فارسی

(۵) تفسیر آیۂ فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام — عربی

(۶) کشف العوار فی تفسیر آیۃ الغار

(۷) تفسیر آیۂ تطہیر ورد کلام فخر رازی متعلق بہ آیۂ تطہیر — مطبوعہ

(۸) حاشیۂ تفسیر بیضاوی — عربی

(۹) حاشیۂ ثانی بر تفسیر بیضاوی — "

(۲) فقہ

(۱۰) تنھیب الاحکام فی شرح تھذیب الاحکام — عربی
(خود شہید کے ہاتھوں کا لکھا ہوا قلمی نسخہ کتب خانہ ناصریہ لکھنؤ میں موجود ہے)

(۱۱) غایۃ المرام شرح تہذیب الاحکام — "

(۱۲) حاشیہ بر قواعد الاحکام علامہ حلیؒ — "

(۱۳) حاشیہ بر مختلف الشیعہ فقہ — "

(۱۴) لمعہ فی صلوٰۃ الجمعہ — "

(۱۵) رسالہ فی نجاسۃ الخمر — "

(۱۶) رسالہ فی مسئلۃ الکفارۃ — "

(۱۷) رسالہ فی ادکیۃ السجدتین — "

(۱۸) رسالہ فی غسل الجمعہ — "

(۱۹) رسالہ فی مسئلہ لبس الحریر — "

(۲۰) ردِّ رسالہ ابن ابی عقیل و اثبات مسلک فقہا بجز و ملاقات نجاست نجس نشود — عربی

(۲۱) رسالہ فی تقدیر الماء الکثیر الذی حکم علیہ الشارع بالتطہیر (تالیف در لاہور) — 〃

(۲۲) منتخب کتاب المحلی لابن حزم اندلسی فقہ اہلسنت — 〃

(۲۳) رسالہ فی رد ما الفہ تلمیذ ابن الہمام فی بیان اقتداء الحنفیہ بالشافعیہ فقہ اہلسنت — 〃

(۲۴) حاشیہ شرح وقایہ (فقہ اہلسنت) — 〃

(۲۵) حاشیہ بر ہدایۃ — 〃

(اس میں مبحث مسح الرجلین پر بحث ہے)

(۳) اصول فقہ

(۲۶) حاشیہ شرح تہذیب الاصول — عربی

(۲۷) تعلیقات بر شرح مختصر الاصول قاضی یحییٰ شافعی — 〃

(اس میں آپ نے قیاس کے باطل ہونے پر دلائل قائم کیے ہیں)

(۴) حدیث و افکار

(۲۸) شرح مقدمۃ المصابیح للبغوی — عربی

Presented by www.ziaraat.com

(۲۹) عمدۃ الابرار — عربی

(۳۰) رسالہ در رفع؟ غیبت؟ حید؟ المحتاج؟

(۵) کلام

(۳۱) احقاق الحق — عربی مطبوعہ

(۳۲) مصائب النواصب

(۳۳) صوارم مہرقہ رد صواعق محرقہ

(۳۴) شرح اثبات واجب جدید

(۳۵) شرح اثبات واجب قدیم

(۳۶) حاشیہ بر بحث عذاب قبر از شرح عقائد

(۳۷) دافع الشقاق و النفاق

(۳۸) نہایۃ الاقدام

(۳۹) رسالہ رفع القدر

(۴۰) حل العقال

(۴۱) الجبر و التفویض

(۴۲) الذکر الابقی

(۴۳) تحفۃ العقول؟

(۴۴) مواخذ الافہام	عربی مطبوعہ
(۴۵) حاشیہ بر رسالہ اجوبۂ فاخرہ	"
(۴۶) عشرۂ کاملہ	"
(۴۷) سبعۂ سیارہ	"
(۴۸) رسالہ در حقیقت عصمت	"
(۴۹) رسالہ در رد شبہات شیطان	فارسی
(۵۰) انموذج یا جلالیہ	عربی
(یہ بھی اکبر اعظم ہی کے نام پر معنون کر کے لکھا) سال تالیف ۹۹۲ھ	
(۵۱) رسالہ رد مقدمات صواعق	"
(۵۲) السحاب المطیر	"
(۵۳) حاشیہ بر بحث امامت شرح تجرید	"
(۵۴) شرح مبحث حدوث عالم از انموذج دوانی	"
(۵۵) حاشیہ بر حاشیۂ خطائی	"
(۵۶) رسالہ در رد تصحیح ایمان فرعون	"
(۵۷) رسالہ فی رد رسالہ الکاشی	"
(۵۸) حاشیہ بر رسالہ تحقیق کلام بدخشی	"
(۵۹) رسالہ فی رد ما کتبہ بعضہم فی نفی عصمۃ الانبیاء	"

Presented by www.ziaraat.com

(۶۰) رسالہ فی رد شبہۃ فی تحقیق العلم الالٰہی	عربی
(۶۱) حاشیہ بر بحث معاد شرح تجرید	"
(۶۲) النور الانور والنور الازہر فی خفایا رسالۃ القضاء والقدر	"
(استقصاء النظر فی بحث القضاء والقدر۔ علامہ پر بعض	"
نواصب نے ایراد کیا تھا اسکے جواب میں لکھا ۱۰۰۵ھ میں تالیف فرمایا)	"
(۶۳) حاشیۃ الانموذج علی بحث حدوث العالم	"
(۶۴) حاشیۃ الحاشیۃ القدیمۃ علی شرح التجرید	"
(۶۵) گوہر شاہوار	فارسی
(۶۶) حاشیہ علی شرح التجرید القوشجی علی بحث المعاد	عربی
(۶۷) حاشیہ علی شرح التجرید القوشجی علی بحث الامامۃ	"
(۶۸) جواب اسئلہ سید حسن	فارسی
(۶۹) اللطائف فی بیان وجوب اللطف	عربی
(۷۰) النظر السلیم	"
(۷۱) حاشیہ شرح مواقف	"

(۶) منطق

(۷۲) حاشیہ بر شرح شمسیہ قطبی	عربی

Presented by www.ziaraat.com

(۷۳) شرح بدیع المیزان — عربی

(۷۴) حاشیہ بر حاشیہ تہذیب ملا جلال — 〃

(۷۵) حاشیہ بر حاشیہ جلالیہ بر تہذیب المنطق — 〃

(۷) فلسفہ

(۷۶) حاشیہ بر حاشیہ قدیمہ — عربی

(۷۷) حاشیہ بر حاشیہ شرح تجرید — 〃

(۷۸) حاشیہ بر الٰہیات شرح تجرید — 〃

(۷۹) حاشیہ در رد چلپی بر شرح تجرید اصفہانی — 〃

(۸۰) حاشیہ قدیمہ — 〃

(۸۱) در بیان انواع کم — 〃

(۸۲) رسالہ فی ان الوجود لاشئ لها — 〃

(۸۳) حاشیہ بر بحث اعراض شرح تجرید — 〃

(۸۴) حاشیہ بر بحث جواہر شرح تجرید — 〃

(۸۵) شرح بحث جواہر حاشیہ قدیمہ — 〃

(۸۶) حاشیہ میبذی — 〃

(۸) ریاضی

(۸۷) حاشیہ بر شرح چغمینی — عربی

(۸۸) حاشیہ بر تحریر اقلیدس — 〃

(۹) رجال

(۸۹) مجالس المومنین — فارسی مطبوعہ

(۹۰) رسالہ اثبات تشیع سید محمد نوربخش — 〃

(۹۱) رسالہ در ذکر اسمائے رواۃ مخالفین (جو وضاع حدیث ہیں) — عربی

(۹۲) حاشیہ خلاصۃ الرجال علامہ حلی — 〃

(۱۰) صرف و نحو

(۹۳) حاشیہ بر شرح جامی — عربی

(۹۴) رسالہ در تعریف ماضی — 〃

(۹۵) رسالہ بحث تحذیر — 〃

(۱۱) معانی و بیان

(۹۶) حاشیہ بر مطول — عربی

(۱۲) ادب

(۹۷) دیوان قصائد	ادب فارسی وعربی
(۹۸) شرح خطبۂ عضدی	عربی
(۹۹) حاشیہ خطبۂ شرح مواقف	″
(۱۰۰) رسالہ گل وسنبل	فارسی
(۱۰۱) شرح رباعی شیخ ابو سعید ابن ابی الخیر	″
(۱۰۲) دیوان اشعار	″
(۱۰۳) کتاب منشآت	″

(۱۳) ادعیہ

(۱۰۴) شرح دعائے صباح امیر المومنین	فارسی
(سنہ ۹۹ھ میں تالیف فرمایا)	
(۱۰۵) مجموعۂ ادعیہ واوراد	عربی

Presented by www.ziaraat.com

اولاد امجاد

جناب علامہ قاضی نور اللہ شوستری علیہ الرحمہ والرضوان کے پانچ فرزند تھے جناب مجتہد صاحب فیض الالہ فی ترجمۃ القاضی نور اللہ فاضل جلیل جلال الدین حسینی فرماتے ہیں کہ محفل فردوس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب قاضی صاحب کے پانچ فرزند تھے جو سب کے سب علماء وفضلاء میں داخل تھے۔

(۱) شریف بن نور اللہ (صاحب علم وفضل وتصنیف وتالیف تھے) روز جمعہ ۵ ربیع الثانی ۱۰۴۰ھ کو آگرہ میں انتقال کیا۔

(۲) سید محمد یوسف (یہ بھی صاحب علم وفضل تھے اور شاعر بھی تھے)

(۳) علاء الملک (صاحب محفل فردوس یہ بھی عالم باعمل وباکمال تھے)

(۴) ابو المعالی بن نور اللہ (یہ بھی عالم باکمال وشاعر تھے) روز پنجشنبہ تیسری ذیقعدہ ۱۰۰۴ھ میں ولادت باسعادت ہوئی اور ماہ ربیع الثانی ۱۰۴۱ھ وفات ہوئی۔

(۵) علاء الدولہ (یہ سب سے چھوٹے فرزند تھے صاحب علم وفضل تھے۔ ماہ ربیع الاول ۱۰۱۲ھ میں ولادت ہوئی۔

قبر شہید ثالث کا پہلا زائر

اول اب تک کی تلاش وتحقیق وجستجو کی روشنی میں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ سب سے پہلے جو بزرگ روضۂ شہید کی زیارت سے مشرف ہوئے وہ علامہ فردوس

ماجد رضوان اللہ علیہ صاحب طبقات الانوار ہیں چنانچہ جب آپ آگرہ ۱۲۷۰ھ میں تشریف لے گئے اور زیارت سے مشرف ہوئے تو آپ نے ایک بزرگ دوست کو خط لکھا۔ اس خط میں شہید کے فضائل بھی ہیں ہاں ایک امر ضرور ہے کہ جب آپ تشریف لے گئے تو بالکل غیر آباد تھا کوئی کسی سے نشانات کو نہیں بتاتا تھا۔ اس خط میں علامہ نے جو تمنائیں کی تھیں وہ بحمدہ اس وقت پورے طور پر پائی جا رہی ہیں۔ نیز یہ کہ ایک علامہ جس طریقے سے عالم کے فضائل و معارف کو بیان کر سکتا ہے دوسرا یقینی طور پر بیان نہیں کر سکتا۔ آپ لکھتے ہیں کہ

آگرہ میں زیارت سے مزار مطہر و منور جناب قاضی نور اللہ مرقدہ و عظم مشہدہ کی زیارت سے فائز ہوا۔ جناب علامہ شہید اور ولی رشید برگزیدہ و سعید بڑے عالم اور فائدہ بخشنے والے تھے۔ بنہایت عالی فہم اور عمدہ کلام کرنے والے تھے۔ سرفراز بزرگ اور عالم متجر دوست کار تھے۔ اسرار کا چشمہ تھے۔ انوار کے معدن تھے۔ ان کے فضائل بلند اور ان کے کرامات روشن تھے۔ انہوں نے اصول و فروع دین کے مضبوط کرنے میں بڑی سعی کی۔ علم کی قندیلیں اور شمعیں روشن کیں۔ شریعت کے مکان محفوظ سے اعداء کو دور رکھا۔ منازل بلند آخرت کے حاصل کرنے میں بڑی کوشش کی۔ شبہات شیاطین کو باطل کیا۔ حیرت زدہ لوگوں کو گمراہی کے مقامات سے بچاتے رہے احقاق حق کی ہدایت کی راہیں واضح کیں۔ مکابرہ کرنے والوں کے سر توڑ دیئے۔ ان کو بشر سے زیادہ حقیر کر دیا۔ نواصب کے ظلم ظاہر کر دیئے۔ ان کو عذاب پائندہ سے معذب کیا

Presented by www.ziaraat.com

ان کی پوست شمشیر براں سے کھینچ لیا۔ ان کو غم شدید میں مبتلا کیا۔ ان کے شہنشاہی کی آواز تمام اطراف میں پھیلا۔ ہر میدان ان کی امداد و دیت سے سرسبز ہو گیا۔ یہ بڑے سندی سید اور متکلم معتمد تھے۔ میری آنکھیں ان کے مزار کے دیکھنے سے روشن ہو گئیں اور مجھ پر انوار حق اس کی چمک سے نمایاں ہو گئے۔ یہ قسم کی کر کہتا ہوں کہ اگر اس مزار کو باطل عقیدہ رکھنے والا دیکھے تو مومن ہو جائے اور اگر دل میں دغل رکھنے والا اس کا مشاہدہ کرے تو صاحب یقین ہو جائے۔ اس روضہ سے سعادت کی خوشبوئیں پھیلی ہوتی ہیں۔ اور شہادت کی معطر ہوائیں چلتی ہیں۔ انسان کا دل اگر پتھر کا بھی ہو تو وہاں نرم ہو جائے اور ہر متکبر اس کی عظمت کے سامنے تواضع اختیار کرتا ہے۔ باوصف یہ کہ یہ قبر ایک جس کی خوشبو پھیلی رہتی ہے ایسے حال میں ہے کہ اس پر قبہ کی زینت اور آرائش کا سامان جیسے اور تجور ہے۔ مطلقاً نہیں ہے بلکہ ایسے مقام غیر آباد بلکہ جنگل میں موجود ہے کہ سوائے کوشش بلیغ کے اس تک کرنے والے کے جو بڑا تعب اٹھائے اور کوئی اس حد تک نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ یہ تعجب نہیں ہے اگر اس کا نشان بھی مٹ جائے اور کچھ خبر اس کی معلوم نہ ہو اس لئے کہ حق اس شہر میں نہایت پوشیدہ اور اس شہر کے تمام لوگوں پر جہل غالب ہے لیکن خدا تو اپنے نور کو پورا کر کے ہی رہے گا اور حق کا ظہور ضرور زیادہ ہو گا اس شہر کے اہل فساد سے اگر کوئی غریب اس قبر شریف کا پتہ پوچھتا تو اس کو نہیں بتاتے یا تو جہل کی وجہ سے یا دشمنی کے سبب سے باوصف علم کے ان کا مقصد یہ ہے کہ نور خدا کو اپنے منہ سے خاموش کر دیں۔ مگر خدا ضرور اپنے نور کو تمام

کرے گا۔ اگرچہ کافروں کو برا ہی معلوم ہو۔ دوسرا شہید ثالث مولفہ علامہ عزیز لکھنوی (دوم) آگرہ سے الشہید ایک مجلہ مستقل طور پر نکلا کرتا تھا جو کہ زمانے کے حوادث کا شکار ہو گیا۔ اس مجلہ میں ایک باب "باب المسائل" کے نام سے تھا جس میں جناب علامہ ناصر الملۃ رحمۃ اللہ کے جوابات شائع ہوتے تھے۔ چنانچہ الشہید ۱۳۴۲ھ کے رسالے میں ایک سائل سوال کرتا ہے۔

سوال: جناب قاضی سید نور اللہ شوستری کے مزار پر بغرض طلب حاجت جانے میں حضور کی کیا رائے ہے اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ کچھوچھہ کا جانا اور مزار قاضی پر جانا یکساں ہے۔ ان کا خیال کہاں تک پایہ اعتبار کو پہنچتا ہے۔

الجواب وباللہ التوفیق زیارت مرقد مطہر جناب قاضی نور اللہ شوشتری اعلی اللہ مقامہ نہایت مناسب ہے اور بہت زیادہ موجب ثواب ہے اس لئے کہ وہ جناب سید بھی ہیں عالم بھی ہیں یہ مراتب بہت کم جمع ہو سکتے ہیں ایسے بزرگوں کی زیارت قبور بعد زیارت قبور معصومین علیہم السلام کے مرتبہ اور فضیلت میں ہے اور جس شخص کو زیارت قبور معصومین علیہم السلام سے محرومی ہو وہ ایسے قبور کی زیارت سے مستفید ہو سکتا ہے اس لئے جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے من لم یستطع ان یصلنا فلیصل فقراء شیعتنا ومن لم یستطع ان یزور قبورنا فلیزر صلحاء اخواننا یعنی جو شخص قادر نہ ہو ہماری قبور کی زیارت کرنے پر اسے چاہیے کہ وہ زیارت کرے ہمارے اخوان الصالحین کی۔ اور جناب امام جعفر صادق

Presented by www.ziaraat.com

نے ارشاد فرمایا ہے کہ من لم یقدر علی صلتنا فلیصل صالحی موالینا یکتب لہ ثواب صلتنا ولم یقدر علی زیارتنا فلیزر صالحی موالینا یکتب لہ ثواب زیارتنا یعنی جو شخص نہ قادر ہو ہمارے ساتھ نیکی کرنے پر اسے چاہیے کہ وہ نیکی کرے ہمارے صالح دوستوں کے ساتھ کہ لکھا جائے گا اس کے لئے ثواب ہمارے ساتھ نیکی کرنے کا اور جو شخص نہ قادر ہو ہماری زیارت پر اسے چاہیے کہ وہ زیارت کرے ہمارے صالح دوستوں کی کہ لکھا جائے گا اس کے لئے ثواب ہماری زیارت پر اور یہ دونوں حدیثیں کتاب وسائل الشیعہ میں موجود ہیں اور جو کلام فاسد وخیال باطل بعض لوگوں کا سوال میں مذکور ہے وہ لغو محض ہے اور سراسر بے ادبی بلکہ بے دینی ہے واللہ العالم عقیدت کے چند انمول جواہر جن کو پیش کیا یقینی طور پر وہ سارے سوالات جو ذہنوں میں پیدا ہوتے ہیں مثل تار عنکبوت کے ٹوٹ جاتے ہیں۔

تعمیر مزار اقدس

شہید ثالث قاضی سید نور اللہ شوستری علیہ الرحمہ

جناب قاضی سید نور اللہ شوستری علیہ الرحمہ کا مزار اقدس شمالی ہند کے مشہور تاریخی شہر آگرہ میں دیال باغ روڈ پر واقع ہے اور مرجع خواص و عوام ہے۔ مزار اقدس کی تعمیر کی مختصر تاریخ حسب ذیل ہے۔

سید شبیر حسین محسن صاحب متوطن محلہ نوایاں قصبہ موہان ضلع اناؤ ۱۹۱۶ء میں ایک رسالہ حالات شہید ثالث علیہ الرحمہ پر بنام "ذکر حمید در احوال نور اللہ شہید" مطبوعہ اثنا عشری لکھنؤ تالیف فرمایا تھا جس میں مزار اقدس کی ابتدائی تعمیر کے متعلق تحریر ہے کہ۔ قاضی صاحب کی قبر مدت تک بے نشان رہی مگر عرصہ کے بعد منصور خاں صوبیدار آگرہ نے ظاہر کیا ورنہ ایک فرضی قبر کی زیارت ہوتی تھی۔ آگرہ میں ایک محلہ کا نام بھی اس کے ملحق منصور خاں کی گنڈی اسی منصور خاں کی یادگار ہے۔ یہ مزار آگرہ میں عدالت دیوانی کے قریب نہر کے پار مری پربت کے پاس ایک پختہ احاطہ میں واقع ہے جس کا دروازہ مشرق رویہ ہے۔ اس قبرستان میں مومنین کی بہت سی قبریں ہیں۔ جو آپ کے مزار کے چاروں طرف ہیں اور ان پر اکثر قطعات تاریخ وفات پتھروں پر کندہ ہیں۔ اسی احاطہ میں تین در کی ایک چھوٹی سی مسجد بھی ہے۔ جس کو شاید دہلی کی کسی شاہزادی نے تعمیر کیا تھا۔ اسی طرف چند اہل ایران کی قبریں بھی ہیں اور ان کے مجتہد خاص قاضی صاحب کے مزار کے قریب مدفون ہیں۔ صفویہ سید قندھاری بیگم کے باغ میں اس کی قبر بھی ہے۔ یہ بیگم شاہزادی ایران نسل امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے شیعہ مذہب تھی۔

ایک سو انہتر ۱۶۹ سال کے بعد روضہ کی تعمیر ہوئی جس میں دس مدور در ہیں۔ اور جس کو ۱۱۹۰ھ میں سید علی نقی ڈپٹی کلکٹر نے شرکت شیعہ تعمیر کرایا جس کی تاریخ تعمیر مرزا حاتم علی بیگ مرحوم لکھنوی مہر ہے والد مغفور کے دوست نے تصنیف فرمائی یہ ہے ؎

بحکم حاکم بظلم ظالم تعب کشیدہ شہید ثالث
غریب و بیکس بزرگ سید ستم رسیدہ شہید ثالث

زبان حق گو ش بگفتی بگوش ناحق شنو گراں بد
بکام ناکام زہر تیغ جفا چشیدہ شہید ثالث

جناب نور اللہ حزیں دل مزار جنت نماست اینجا
خوشا مقامے کہ از مظالم نجات دیدہ شہید ثالث

بیا شہادند اہل عرفاں مکاں آں آفتاب اینجا
خوشا آسمانے بریں زمینے کہ آرمیدہ شہید ثالث

بجو خواست بہ سخن سہ از یں مکاں نشانی بگفت بالف
پے غریبی شہ: بل تجری زباں بریدہ شہید ثالث

Presented by www.ziaraat.com

۱۹۰۳ء میں بکوشش سید کفایت حسین تحصیلدار خان بہادر وسید ابوالحسن تحصیلدار وسید ناظم حسین وکیل ودیگر مومنین دروازے لگائے گئے۔

قطعہ تاریخ شہادت جو لوح قبر پر کندہ ہے۔

مرقد منور سید نور اللہ شوستری الحسینی

حامی اطفائے نور اللہ کرد	قرۃ العین نبی را سر برید
سال قتل حضرتش مداح علیؑ	گفت نور اللہ سید شد شہید

۱۰۱۹ھ

مولانا سید سبط الحسن صاحب ہنسوی صاحب اعلی اللہ مقامہ سیکریٹری مزار اقدس شہید ثالث علیہ الرحمہ در احوال شہید مطبوعہ ۱۳۸۲ھ میں ارقام فرماتے ہیں۔ شہادت کے بعد شہید علیہ الرحمہ کی لاش مبارک کو شہر (شہر اکبر آباد عرف آگرہ) سے غیر آباد جنگل میں ڈال دیا گیا اور دفن کرنے کی بھی اجازت نہیں دی گئی۔ کئی دن کے بعد جب بادشاہ نے ایک ہولناک خواب دیکھا تو دفن کرنے کی اجازت دی۔

ایک مشہور روایت یہ بھی ہے کہ ایک نو وارد ایرانی تاجر نے خواب میں جناب سیدۂ عالمیان صلوٰۃ اللہ علیہا کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے دیکھا کہ میرا فرزند نور اللہ بے دفن وکفن پڑا ہے۔ اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہو۔ یہ سن کر وہ شریک دفن ہوا جناب شہید کی عظمت وجلالت کے پیش نظر کوئی مومن اس خواب کے متعلق شک وشبہ نہیں کرسکتا۔ بہرحال جناب شہید کے دفن ہو جانے کے بعد آپ کے جلیل القدر

Presented by www.ziaraat.com

فرزند قبر مقدس کے مجاور رہے۔ لیکن ایک سال بعد پنجم ربیع الاول کو ۱۰۲۰ھ کو آپ راہی جنت ہوئے اور اپنے پدر بزرگوار کے قریب ہی ہمیشہ کے لئے آسودہ حال ہوگئے

اس مقدس مقام پر اکثر علماء واکابر بھی سپرد خاک کئے جاتے رہے ہیں۔ اکثر قبور کے نشانات مٹ چکے ہیں۔ اور بعض اب تک ظاہر وہویدا ہیں۔

۱۱۲۸ھ میں سید علی رضوی دفن ہوئے۔

۱۱۹۱ھ میں سید علی اکبر بن معز الدین محمد الحسینی الرضوی الہنساپوری دفن کئے گئے جن کی قبر جناب شہیدؒ کے پائیں پازنانے کمرے میں موجود ہے۔

۱۱۹۳ھ میں میر نصر اللہ بن شہاب موسوی جو بنگلم شہید کے گئے تھے یہاں سپرد خاک کئے گئے۔ سال تاریخ جو قبر پر ہے وہ یہ ہے ؎

چو شد مقتول گفتم سال تاریخ	شہیدی جنتی شد سید پاک

۱۱۹۳ھ

اس سال باپ کے غم میں سید حسن موسوی بن نصر اللہ نے بھی انتقال فرمایا اور قریب ہی دفن ہوئے۔ تعویذ پر تاریخ یہ ہے۔

سال تاریخ فوت او را عالی	بود ایں تربت حسن گفتار

۱۱۹۳ھ

۱۱۹۴ھ میں میر محمد علی موسوی یہیں دفن ہوئے۔ قبر پر سال تاریخ یہ ہے ؎

یارب از بہر محمدؐ علی مغفور باد

۱۱۹۴ھ

۱۲۱۲ھ میں امیر ابوالمعالی بن روح الامین یہاں دفن ہوئے ۔ لوح پر یہ تاریخ کندہ ہے ۔

"ذات عالی گشت سال رحلتش"

۱۲۱۲ھ

حوادث ایام واستداد زمانہ کی وجہ سے جب مرقد مبارک خراب وخستہ حالت میں ہوگیا تو محمد شاہ کے زمانے میں جب کہ امیر الامراء وذوالفقار الدولہ نواب نجف خاں متوفی ۱۱۹۶ھ مختار کل ممالک محروسہ تھے ۔ اور وزارت عظمیٰ پر فائز تھے۔ انہی کے دوران وزارت میں میر محمد منصور موسوی نیشاپوری نے جو آگرہ کے گورنر تھے ۱۱۸۸ھ مطابق ۱۷۷۴ء میں مرقد منور کی تجدید کی اور مسقف عمارت تعمیر کروائی جس کے در بدور بغیر دروازوں کے تھے اور اس کے چاروں طرف پر فضا باغ لگوایا۔ محمد وحید اللہ بدایونی اپنی تاریخ ہندوستان موسومہ "تاریخ نو" میں تحریر کرتے ہیں۔

• در حین صوبہ داری اکبر آباد از امیر منصور بسیار کار عمدہ بظہور رسید از انجملہ مقبرہ سید نور اللہ شوستری بعمارت نفیس ومتین وباغ بسیار عمدہ ورنگین تعمیر وترصیف نمود

ترجمہ:۔ امیر منصور موسوی نے اکبر آباد کی صوبے داری کے زمانے میں بہت سے اچھے کام کئے۔ منجملہ ان کے سید نور اللہ شوستری کا مقبرہ ہے جو ایک نفیس ومتین عمارت ہے اور اس کے چہار جانب بہت ہی عمدہ سرسبز ورنگین باغ لگوایا۔

(تاریخ نو ص ۴۸ مطبوعہ مطبع احمدی)

Presented by www.ziaraat.com

میر منصور موسوی نے مرقد شہیدؒ سنگ سرخ کا ایک کتابہ بھی نصب کیا تھا جو اس وقت آپ کے پائین منور کی دیوار میں نصب ہے۔ اسپر یہ عبارت کندہ ہے۔

"مرقد مطہر منبع سید سندی عالی مقدار شہید سعید والا تبار بہار باغ امامت سحاب گلشن سیادت برق کشتہ زار اہل ضلالت پیشوائے فرقہ ناجیہ باسعادت یادگار شہسوار یثرب وبطحا چشم وچراغ شہید کربلا آفتاب آسمان ہدایت ودرہبری ابوالفضائل سید نور اللہ شوستری نور اللہ مضجعہ کہ در ۱۰۱۹ھ بدرجہ شہادت فائز گشتہ ومرمت مرقد مطہرش در ۱۱۸۸ھ تشیید پیوستہ۔

مقبرہ شہیدؒ کی تعمیر کے بعد ایک مغلیہ شہزادی نے مزار مبارک کے قریب ایک چھوٹی سی سہ دری مسجد کو تعمیر کرایا تھا جو اب تک موجود ہے۔

جب زمانہ کی مخالف ہواؤں سے باغ نذر خزاں ہوگیا تو سرسبز وشاداب درختوں کی جگہ جنگلی خاردار جھاڑیوں نے لے لی اور مومنین کی غفلت وبے توجہی سے مقبرہ نے شکستہ ہو کر خرابہ کی شکل اختیار کر لی۔ اور اس نشان شیعیت کا کوئی بتلانے والا نہ رہا۔ امکان تھا کہ قبر مطہر ہمیشہ کے لئے نگاہ سے پوشیدہ ہو جاتی۔ اس وقت خداوند عالم نے ایک مرد حق آگاہ کو اس کی حفاظت کے لئے متعین فرمایا۔ آج سے ایک سو گیارہ برس قبل کی بات ہے کہ ۱۲۷۱ھ میں جناب آیۃ اللہ فی العالمین فردوس مآب علامہ سید حامد حسین صاحب موسوی کنتوری اعلی اللہ مقامہ اور آپ کے بڑے بھائی علامہ سید اعجاز حسین صاحب مولف کشف الحجب والاستار ہندوستان کے نہ مٹنے والے

"نشانِ شیعیت کو اجاگر کرنے کے لئے لکھنؤ سے آگرہ تشریف لائے۔ زیارت قبر مبارک پر جو جذبات آپ کے قلب میں ابھرے۔ جناب کے مکتوب بنام مولوی علی صاحب پر بزبانِ عربی سے واضح ہے آپ فرماتے ہیں۔

(ترجمہ اردو) میری آنکھیں اس مزار کی زیارت سے روشن ہوگئیں اور مجھ پر انوارِ حق اس کی چمک سے نمایاں ہوگئے ہیں قسم کھاکر کہتا ہوں کہ اس مزار کو باطل عقیدے رکھنے والا دیکھے تو مومن ہو جائے۔ اور اگر دل میں دغل رکھنے والا اس کا مشاہدہ کرے تو صاحبِ یقین ہو جائے۔ اس روضۂ سعادت کی خوشبوئیں پھیلتی ہیں اور شہادت کی معطر ہوائیں چلتی ہیں۔ انسان کا دل اگر پتھر کا بھی ہو تو موم ہو جائے اور ہر متکبر ان کی عظمت کے سامنے تواضع کرنے لگتا ہے

اور اسی خط سے مزار کی حالت بھی واضح ہے جو اس وقت تھی۔

(ترجمہ اردو) یاد رہے کہ یہ قبر مطہر جس کی خوشبو پھیلتی رہتی ہے ایسے حال میں ہے کہ اس پر تعمیر کی زینت اور آرائش کا سامان جس طرح اور قبور پر ہے مطلقاً نہیں ہے۔ بلکہ وہ ایسے مقام غیر آباد بلکہ جنگل میں ہے کہ سوائے کوشش بلیغ سے تلاش کرنے والے کے جو بڑا تعب اٹھائے اور کوئی اس تک نہیں پہنچ سکتا۔ یہاں تک کہ عجب نہیں ہے کہ اس کا نشان بھی مٹ جائے۔ اور کچھ خبر بھی اس کو معلوم نہ ہو۔ اس لئے کہ حق اس شہر میں نہایت پوشیدہ اور اس شہر کے ظالم لوگوں پر جہل غالب ہے۔ لیکن خدا تو اپنے نور کو پورا کرکے ہی رہے گا۔ اور حق کا ظہور زیادہ ہوگا اور اس شہر کے اہل عناد سے اگر کوئی پردیسی اس قبر شریف کا پتہ پوچھتا ہے تو اس کو

Presented by www.ziaraat.com

نہیں بتاتے یا تو جہل کی وجہ سے یا دشمنی کے سبب سے باوجود علم کے وہ یہ چاہتے ہیں کہ ان پھونکوں سے نورِ خدا کو خاموش کر دیں۔ مگر خدا ضرور اپنے نور کو تمام کرے گا اگرچہ حق پر پردہ ڈالنے والے خدا کے دشمنوں کو برا معلوم ہو۔

جناب فردوس مآب کی توجہ دہانی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۲۹۰ھ مطابق ۱۸۷۳ء میں سید علی نقی جعفری پہیسری نے دوسرے مومنین کی مدد سے از سر نو اعلیٰ عمارت مزار کو تعمیر کرایا۔ سال تاریخ اس قطعہ سے ظاہر ہے۔

زمود علی نقی مزارش تعمیر — گشتند جمیع مومنینش ہمراہ
سال تاریخ این مبارک روضہ — جنات نعیم مرقد نور اللہ

سید علی نقی صاحب سررشتہ دار کمشنری آگرہ نے مزار اقدس شہید ثالث علیہ الرحمہ کی تعمیر نو کے لئے اخبار الاخبار ۳ رجب ۱۲۹۰ھ مطابق ۲۶ اگست ۱۸۷۳ء مطبوعہ مطبع اخبار الاخبار محلہ فرنگی محل لکھنؤ میں شائع کرائی۔ اس اپیل کی روشنی میں مزار اقدس شہید ثالث علیہ الرحمہ کی تعمیرات سے متعلق بعض حقائق واضح ہوئے ہیں ملاحظہ ہو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدی والصلوٰۃ علی عبادہ الذین اصطفیٰ

ارباب ہمت اور طالبانِ آخرت کی خدمت میں گزارش ہے کہ چونکہ وجود علمائے کرام اور اولیائے عظام کا خصوصاً شہدائے ذوالاحترام بنص قرآنی مردہ بھی مثل زندہ ہیں حیاً و میتاً اہل شہر کے واسطے بلکہ اہل اقلیم کے واسطے موجب استفاضۂ برکات اور باعث دفع بلیات دینا وی ہوا کرتا ہے اور ایسے بزرگان دین کی خدمت

اور ان کے مقابر کی زیارت سے انوار باطنی اور تزکیۂ معنوی حاصل ہوا کرتا ہے لہذا
مناسب ہے کہ جس جس شہر میں ایسے بزرگ عالی قدر موجود ہوں وہاں کے باشندے
ان کی تعظیم و تکریم و اعانت میں دریغ نہ کریں جس جس جگہ ایسے بزرگوں کے مزار ہوں
تو وہاں کے رئیس ان کی ترمیم و تجدید کو فروگذاشت نہ فرماویں۔ بنا بریں اس شہر آگرہ
میں بعنایت ایزدی منجملہ ایسے بزرگان دین کے مرقد خالص الانوار عالم ربانی مجتہد
صمدانی حامی ملت محمدی صاحب کمالات ظاہری و معنوی رئیس المتکلمین کاسر اعناق ،
مخالفین قاضی نور اللہ شوستری شہید ثالث نور اللہ مرقدہ کا ایک مقام ویران میں موجود
ہے اور اس جگہ کوئی مقام آسائش و آرام ان کے زائرین کے واسطے نہیں ہے۔
اگرچہ بعض مومنین اس شہر کے بالالتزام ہر پنجشنبہ کو ان کے اس مزار پر جاکر مجلس
عزا اور فاتحہ خوانی کرتے ہیں اور حتی المقدور وہاں کی جاروب کشی وغیرہ و دیگر خدمت
بجالاتے ہیں لیکن ان کو اس قدر وسعت نہیں کہ وہ اس قبر پر ایک مسکان مختصر مسقف
تعمیر کرا دیں کہ جس کے نیچے اہل مجلس تمازت آفتاب و بارش سے استفادہ ہو کر
بیٹھیں اور باطمینان خاطر فاتحہ خوانی کریں۔ چونکہ صاحب قبر وہ مقبول خدا ہے
جس کی تجہیز و تکفین کے واسطے ذوالفقار الدولہ سپہ سالار جہانگیر بادشاہ کو
جناب بضعۃ الرسول سیدہ بتول صلوٰۃ اللہ علیہا نے بمقام گوالیار عالم رویا میں حکم
فرمایا تھا اور اس دیدار   آگرہ مقام شہید سے نعش کو اٹھا کر دفن کرایا۔
لہذا بعض مومنین وارد آگرہ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ جس بزرگ کی عدم تجہیز و تکفین

Presented by www.ziaraat.com

سے جناب سیدہ کو بے چینی ہو اس کے مزار کی ترمیم و تجدید اور تشیید ق
قبر بوسیدہ کرانا ضرور ہے چنانچہ چند مومنین ذی ہمت کے اتفاق سے تخمینہ سو روپیہ
فراہم ہو گیا ہے۔ چار سو روپیہ کی اور ضرورت ہے لہذا حضرات مومنین اور محبان
آئمہ طاہرین کی خدمت میں گذارش ہے کہ جن جن حضرات کو اس کار خیر میں اعانت
و امداد منظور ہوے اور جناب سیدہ کی خوشنودی منظور ہوئے وہ حضرات حسب
ہمت و توفیق اس امر میں شریک ہوں اور عند اللہ زمرہ اسخیا اور مخیران میں معدود
اور محسوب ہوں۔

۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۱۲ء میں مزار اقدس کے انتظام و انصرام کے لئے سرکار
ناصر الملۃ کی سرپرستی میں انجمن معین الزائرین قائم ہوئی اور سالانہ مجالس یادگار
شہید ثالث علیہ الرحمہ کی بنا ہوئی۔ اس انجمن کے پہلے سیکریٹری جناب سید حسن
عباس صاحب کنتوری منتخب ہوئے۔ اور سید ناظم حسین صاحب متولی مزار مقرر
ہوئے۔ مولانا سید حسن عباس صاحب کے دور نظامت میں ایوان مزار میں اضافہ
ہوا اور ایک کمرہ مستورات کے لئے بھی تعمیر ہوا اور اندرون مزار سنگ مرمر کا
فرش اور ممبر تعمیر ہوا۔ متعدد حضرات کے عطا ہائے کمرے تعمیر ہوئے اور ان
کے نام کے کتبے کمروں اور دروازوں پر نصب کئے گئے۔ ایک کمرہ الحاج خورشید
خورشید علی صاحب رئیس جلالی نے ۱۳۴۱ھ میں بحسب نذر صاحبزادہ سید علی ظہیر
صاحب تعمیر کرا کے وقف مزار مقدس فرمایا اور دو کمرے چودھری سید ارشاد

حسین صاحب ردولوی نے تعمیر کروائے۔ عظیم الشان صدر دروازہ بھی سرکار ناصر الملۃ کے عہد سرپرستی میں تعمیر ہوا۔

۱۳۶۱ھ مطابق ۱۹۴۲ء میں سرکار ناصر الملۃ کی وفات کے بعد آپ کے خلف الرشید حجۃ الاسلام سرکار سعید الملۃ مولانا سید محمد سعید الموسوی النیشاپوری کنتوری مجتہد العصر مزار اقدس و انجمن معین الزائرین کے سرپرست مقرر ہوئے۔ اسی سال سرکار ناصر الملۃ کی نصیحت کے مطابق آپ کا جنازہ آگرہ لایا گیا اور چودھری سید ارشاد حسین صاحب ردولوی نے اپنے دونوں کمروں کو مزار ناصر الملۃ طاب ثراہ کے لئے وقف فرمایا اور ان دونوں کمروں کی کمی کو جناب رانی صاحب محمود آباد و بلہرا ختمانے دو اور بڑے کمرے مع دو سائڈ روم و برآمدہ تعمیر کرا کے پورا کر دیا۔

سرکار سعید الملۃ اور آپ کے برادر بزرگ سرکار نصیر الملۃ طاب ثراہ مزار اقدس کی ترقی و بہبود کے لئے کوشاں رہے اور آپ نے سید ثامن حسن صاحب کو صدر انجمن معین الزائرین مقرر فرمایا جو انتظامات مزار اقدس میں سرگرم رہے۔

۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۱۵ء میں جناب مولانا سید سبط الحسن صاحب ہنسوی کو سکریٹری مزار مقدس مقرر کیا گیا اور آپ بھی تا حیات امور مزار کی تکمیل میں نہایت سرگرم رہے۔

۱۹۴۷ء میں ہند و پاکستان کی تقسیم ہوئی۔ ہجرت سے قبل سیٹھ حاجی داؤد ناصر صاحب بمبئی نے مزار اقدس کے شمال اور جانب مشرق نہر کے پار کے پلاٹ خرید فرما کے مزار اقدس کے لئے وقف فرما دیئے۔

Presented by www.ziaraat.com

۱۹۵۵ء میں سالانہ مجلس کے موقع پر سرکار نصیر الملۃ نے اپنے دست مبارک سے نوری ناصر باغ کی دوکانات کا سنگ بنیاد رکھا اور رئیس التجار الحاج سیٹھ یوسف علی ناصر صاحب بمبئی نے ۱۹۵۸ء میں مبلغ بیس ہزار روپیہ کا ڈرافٹ سرکار سعید الملۃ کی خدمت میں بھیجا۔ یہ رقم اور مومنین کے چندے کی رقومات سے نوری ناصر بازار کی تکمیل ہوئی۔ سرکار نصیر الملۃ کی وفات ۱۱ مئی ۱۹۶۶ء کو ہوئی اور جنازہ کربلائے معلیٰ (عراق) میں دفن ہوا۔

سرکار سعید الملۃ کی سرپرستی میں بتعاون خاص خطیب الایمان مولانا سید مظفر حسین صاحب طاہر جرولی مومنین کے گرانقدر عطیات سے ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۹۶۶ء میں تیسری بار مزار مقدس شہید ثالث علیہ الرحمہ کی عمارت بطرز کربلا و نجف مع منارہ و قبہ از سر نو تعمیر کی گئی۔ اور قبر انور پر سنگ مرمر کی جالی دار چھتگری بھی بنوائی گئی۔

سرکار سعید الملۃ کی وفات ۱۱ ستمبر ۱۹۶۷ء کو ہوئی۔ آپ کا جنازہ آگرہ میں مزار ناصر الملۃ میں دفن ہوا۔ سرکار سعید الملۃ کی وفات کے بعد سرکار روح الملۃ مولانا سید علی ناصر سعید عبقاتی مجتہد العصر سرپرست مزار اقدس ہوئے۔

جناب مولانا الحاج سید سبط الحسن صاحب ہنسوی اعلی اللہ مقامہ نے ۷ اپریل ۱۹۷۸ء کو علی گڑھ میں وفات پائی۔ اور آپ کا دفن مزار ناصر الملۃ میں واقع ہوا۔ آپ کی وفات کے بعد جناب مولانا سعادت حسین خان صاحب مجتہد العصر مزار اقدس کے سکریٹری مقرر ہوئے۔

اجمالی جائزہ

باعتبار سنین ہجری و عیسوی

۹۵۶ھ / ۱۵۴۹ء — شہید ثالثؒ کی ولادت بمقام شوستر (ایران) میں ہوئی۔

۹۷۹ھ / ۱۵۷۲ء یا ۹۸۰ھ / ۱۵۷۲ء — آپ اپنے وطن شوستر سے مشہد مقدس تشریف لائے

۹۹۲ھ / ۱۵۸۴ء — تبلیغ و اشاعت مذہب کے لئے (بعہد شہنشاہ اکبر) ہندوستان تشریف لائے۔

۹۹۴ھ / ۱۵۸۶ء یا ۹۹۵ھ / ۱۵۸۷ء — جب اکبر اعظم کا لاہور میں ورود ہوا تو آپ کو قاضی شیخ معین متوفی ۹۹۵ھ کی جگہ پر قاضی القضات لاہور مقرر کیا گیا۔

Presented by www.ziaraat.com

۹۹۸ھ / ۱۵۸۹ء — اس مدت میں آپ نے مجالس المومنین کو تصنیف کیا۔

۱۰۱۴ھ / ۱۶۰۵ء — احقاق الحق کو تصنیف کیا اور اس کے بعد آپ نے الصوارم المہرقہ کو تصنیف کیا۔ جو ۱۰۱۴ھ و ۱۰۱۹ھ کے درمیان کی تصنیف ہے۔ یہی وہ تصانیف ہیں (خصوصاً احقاق الحق) جو آپ کی شہادت کا باعث ہوئیں۔

۱۸ جمادی الآخر ۱۰۱۹ھ / ۷ ستمبر ۱۶۱۰ء — تبلیغ و اشاعت مذہب شیعہ کے جرم میں بادشاہ جہانگیر نے بضرب درۂ خاردار آپ کو شہید کر ڈالا اور آبادی شہر سے دور سنسان جنگل میں آپ کی لاش مبارک کو بے غسل و کفن ڈال دیا گیا۔ تین دن بعد اسی سنسان بیابان میں آپ دفن ہوئے اور یہیں مرقد مبارک بنایا گیا۔

۱۰۲۰ھ / ۱۶۱۱ء — شہید ثالث کے فرزند اکبر سید شریف الحسینی نے جو مجتہد عصر تھے اور قبر شہید کی مجاوری کرتے تھے انتقال کیا اور اپنے پدر بزرگوار کے جوار میں دفن ہوئے۔

۱۰۴۸ھ / ۱۶۳۵ء — اموات مومنین اس مقام پر دفن ہونے لگے

۱۱۸۸ھ / ۱۷۷۴ء — استداد زمانہ کی وجہ سے مرقد منور شکستہ حالت میں ہو چکا تھا۔ سید محمد منصور موسوی نیشاپوری نے مرقد منور پر مسقف عمارت (جس میں مدور دو منبر دروازوں کے

تھے) تعمیر کرائی اور قبر پر سنگِ سرخ کا ایک کتبہ نصب
کیا۔ موجودہ عمارت نو میں یہ کتبہ زنانہ کمرہ میں نصب ہے
جو پائین پا واقع ہے۔

۱۲۷۱ھ / ۱۸۵۴ء حوادث زمانہ اور مومنین کی بے توجہی سے عمارت مزار
منہدم ہو گئی اور اس کے ملبے کے نیچے مرقد شہید پوشیدہ
ہو گیا۔ سنسان جنگل پہلے سے تھا ہی، اب خودرو جھاڑیوں
اور خاردار درختوں کی افزائش کی وجہ سے یہ مقام
خوفناک درندوں اور موذی حشرات الارض کا مسکن ہو گیا
یہاں تک کہ قبر کا نشان بتلانے والے بھی نہ رہے۔ اس
موقع پر دنیائے شیعیت کی نامور روحانی ہستی آیۃ اللہ
علامہ سید حامد حسین موسوی نیشاپوری مجتہد العصر مصنف
عبقات الانوار قبر مطہر شہید کو تلاش کرنے کے لئے مع
اپنے برادر علامہ سید اعجاز حسین موسوی نیشاپوری مصنف
کشف الحجب والاستار آگرہ تشریف لائے اور بڑی
زحمت و تعب و مشقت کے بعد مرقد شہید کو کشف کر کے
نمایاں کیا اور مومنین کو شہید ثالث کی جلالت قدر سے
آگاہ کر کے پھر سے نئی عمارت بنانے کی طرف متوجہ کیا۔

Presented by www.ziaraat.com

۱۲۹۰ھ / ۱۸۷۳ء جناب فردوس مآب علامہ سید حامد حسین موسوی نیشاپوری
مجتہد العصر کی سرپرستی میں زیر اہتمام سید علی نقی صاحب
جعفری پیرسری باغات مومنین سابقہ عمارت کی بنیاد پر
دوسری عمارت تعمیر ہوئی۔ اس میں بھی صرف مدوّر در
تھے۔ دروازے نہ تھے۔

۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۸ء سرپرست مزار جناب فردوس مآب نے انتقال فرمایا
اور ان کے خلف الصدق جناب آیۃ اللہ ناصر الملۃ
والدین مولانا سید ناصر حسین صاحب موسوی نیشاپوری مجتہد
العصر نے مزار اقدس کی سرپرستی کے فرائض انجام
دینے شروع کئے اور اپنے والد علام کی طرح مزار
اقدس کو تاحیات مزید ترقی دیتے رہے۔

۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء چونکہ مزار تک پہنچنے کے لئے دیوانی کچہری کے بعد
راستہ بہت زیادہ خراب اور ناہموار تھے رنالے اور
خندق کی وجہ سے عبور و مرور دشوار تھے۔ اس لئے
۱۳۳۱ھ مطابق ۱۹۱۲ء میں حسب خواہش سرکار ناصر الملت
و الدین نواب سر فتح علی خان قزلباش لاہور دیوانی کچہری
سے نہر تک گورنمنٹ نے پختہ سڑک بنوائی اور مزار

Presented by www.ziaraat.com

سے ہزنمکہ دستے پل) مومنین کے چندے سے سڑک بنوائی گئی۔

اسی سال سرکار ناصر الملت کی زیر سرپرستی مزار کی
نگرانی و انصرام امور کے لیے انجمن معین الزائرین قائم
ہوئی اور سالانہ مجالس یادگار شہید کی بنیاد پڑی۔ اس انجمن
کے پہلے سکریٹری مولانا سید حسن عباس موسوی نیشاپوری منتخب
ہوئے اور سید ناظم حسین صاحب متولی مزار نے تولیت
مزار کی تمام ذمہ داریاں اس انجمن کے سپرد کر دیں۔ مولانا
سید حسن عباس صاحب موسوی کے دور نظامت میں ایوان
مزار کا اضافہ ہوا۔ ایک کمرہ مستورات کے لیے بنا اندرون
مزار مرمری فرش و مرمری منبر بنا۔ آہنی پنڈال سالانہ
مجالس کے لیے نصب کیا گیا۔ مشرقی کمرے قیام زائرین
کے لیے اور عظیم الشان پھاٹک و دیگر عمارت کی تعمیر ہوئی۔
سرکار ناصر الملت کے ارتحال کے بعد ان کے خلف ۱۳۶۱ھ / ۱۹۴۲ء
الصدق حجۃ الاسلام سرکار سعید الملت مولانا سید محمد سعید
الموسوی النیشاپوری مجتہد العصر مزار اقدس و انجمن معین
الزائرین کے سرپرست ہوئے۔ اس سال حضرت صدر
المحققین سرکار ناصر الملت کی وصیت کی بنا پر سرکار
طالب شاہ کا جنازہ لکھنؤ سے لایا گیا اور چودھری سید ارشاد

حسین صاحب مرحوم رئیس رودولی ضلع بارہ بنکی نے اپنے
تعمیر کردہ دو کمروں کو مزار ناصر الملت کے لیے مخصوص
کر دیا اور ان متذکرہ کمروں کی کمی کو سرپرست مزار سرکار
سعید الملت مدظلہ اور سرکار نصیر الملت طالب شاہ کی
توجہ دہانی سے دو بڑے خوش نما کمروں (مع دو سائبان و
در آمدہ) کے جناب سیدانی صاحبہ محمود آباد و مہراز اد
متعلقہ نذر کثیر صرف کر کے قیام زائرین کے لیے
تعمیر کرا کے پورا کیا۔

• سرکار سعید الملت مدظلہ اور موصوف کے برادر
بزرگ سرکار نصیر الملت طالب شاہ برابر مزار اقدس
کی ترقی و بہبود کے لیے کوشاں رہے اور صدر انجمن
معین الزائرین سید ناظم حسین صاحب مزار اقدس
سے اپنی فطری دلچسپی اور عقیدت کی بنا پر ان امور
میں سرگرمی کے ساتھ حصہ لیتے رہے۔

سرپرست مزار و سرپرست انجمن معین الزائرین سرکار سعید
الملت مدظلہ نے مزار اقدس و انجمن کی نظامت کے فرائض
بحیثیت آنریری جنرل سکریٹری مولوی سید علی حسن نجوی کے سپرد فرمائے
میں نے باوجود اپنی ضعیفی کے یا علی کہہ کر اس بار عظیم کو

Presented by www.ziaraat.com

حالات وخدمات

شہیدِ رابعؒ

علامہ مرزا محمد کامل دہلوی

اٹھالیا اور خوش قسمتی سے سرکار کی سرپرستی وسربراہی میں
مزارِ مقدس کی نمایاں ترقیاں حاصل ہونے لگیں۔

مولوی سید ابوالحسن رضوی کے دورِ نظامت توقیت میں بہ تعاون ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء
خاص خطیب الایمان مولانا سید مظفر حسین صاحب طاہر
جبقاتی نبیرہ سرکار ناصر الملت مومنین مخلصین کے
گرانقدر عطایائے تیسری بار از سرِ نو جدید عالیشان
عمارت مزار مع ہر دو منارہ وقبہ تعمیر ہوئی جو ایک جانب
سے حرم اقدس امیر المومنین صلوٰۃ اللہ علیہ اور ایک
جانب سے حرم اقدس سید الشہدا علیہ الصلوٰۃ والسلام
دکربلاو معلی کی شبیہ ہے۔

تعمیر جدید مزار اقدس کا جشن افتتاح ہوا جس میں خطیب ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء
الایمان مولانا سید مظفر حسین طاہر جبقاتی کی دعوت پر
نمائندگان مراجع تقلید عالم شیعیت واعاظم علمائے ایران
وعراق ولندن ونیز نمائندہ آریا مہر شہنشاہ
ایران وسفیر کبیر ایران متعینہ دہلی اور وزرائے
مرکز جمہوریت ہند۔ وگورنر یوپی ودیگر رہبران ملک و
ملت نے شرکت فرمائی۔

نام :- مرزا محمد کشمیری ثم دہلوی

تخلص :- کامل　　　لقب :- شہید رابع

والد کا نام :- عنایت اللہ احمد خاں کشمیری

تصنیف :- نزہہ اثناء عشریہ" (۵ جلدیں)

شہادت :- ۱۲۲۵ھ / ۱۸۱۰ء

مزار مبارک :- پنجہ شریف دہلی (ہندوستان)

سن مبارک :- ۵۰ برس

Presented by www.ziaraat.com

دنیا میں کروڑوں انسان پیدا ہوتے ہیں اور مرجاتے ہیں لیکن دنیا میں کچھ انسان ایسے بھی پیدا ہوتے ہیں جو اپنے کردار و کارناموں، علم و عمل اور ایثار و قربانی کی وجہ سے تاریخ آدم عالم میں ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ انہی مقدس و مقتدر ہستیوں میں ایک عظیم نام علامہ مرزا محمد کشمیری شہید رابع کی ذات والا صفات ہے جو اپنے اوصاف حمیدہ، صفات جلیلہ اور عظیم علمی کارناموں اور قربانیوں کی وجہ سے آج بھی زندہ ہیں اور تا قیام قیامت زندہ رہیں گے۔ ذیل میں ہم ان کی شخصیت اور کردار و کارناموں کا اجمالی جائزہ نذر قارئین و مومنین کر رہے ہیں۔

آپ کی شہرت کا اصل سبب آپ کا وہ علمی کارنامہ ہے جو آپ نے نزہۃ اثنا عشری بجواب تحفہ اثنا عشریہ تحریر فرمایا ہے۔ آپ کی تصانیف کی ایک بہت بڑی تعداد جس میں تقریباً پندرہ کتابیں آج بھی مختلف لائبریریوں میں موجود و محفوظ ہیں لیکن بدقسمتی سے آج تک اردو میں ان کی تصانیف کا ترجمہ نہ ہو سکا جس کی وجہ سے آپ کی شخصیت و کارنامے عامۃ المومنین کا کیا ذکر ہے اہل نظر کی نگاہوں سے بھی پوشیدہ ہیں۔

ابتدائی تعلیم

علامہ مرزا محمد کشمیری شہید رابع نے بچپن سے لے کر زندگی کے آخری لمحات تک، تمام زندگی علوم کی اشاعت اور شریعت محمدی کو پھیلانے کے لئے وقف کر دی۔ ابتدائی تعلیم کے حصول کے لئے صرف و نحو و منطق و فلسفہ کے دیگر درسیات اپنے زمانے کے بہترین اساتذہ سے پڑھے اور علم لسانیات و ادبیات کی تعلیم مکمل کی۔ طب کی تعلیم قانون شیخ و شرح موجز علامہ زمان حکیم شریف خان سے نہایت تحقیق اور غور و فکر سے حاصل کی۔ علوم دینی و نقلیہ سید جلیل القدر مولانا سید رحم علی صاحب کی خدمت میں حاصل کئے۔

کتب بینی کا شوق

کم عمری میں ہی اپنی ذہانت کا لوہا منوا چکے تھے۔ آپ اپنی ذہانت سے اس دور کے علما و فضلا کو حیران کر دیتے تھے۔ کتابوں کے مطالعے کا بے حد شوق تھا۔ چنانچہ حکیم شریف خان مرحوم نے ایک روز ایک ضخیم کتاب حاضرین مجلس کے سامنے پیش کی اور پوچھا کہ اس کتاب کا مطالعہ آپ حضرات کتنے عرصے میں کر سکتے ہیں۔ ہر شخص نے اپنی ہمت کے مطابق و موافق جواب دیا۔ آخر میں ایک شخص نے بہت کم مدت دو ماہ مقرر کی۔ حکیم شریف خان نے مرزا محمد صاحب کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ اس علم کے دریا نے ۱۶ دن میں اس کتاب کا مطالعہ اس طرح کیا کہ اس میں تحریر تمام انتخابات و فوائد اپنے پاس لکھ لئے۔

Presented by www.ziaraat.com

اساتذہ کی تعظیم

مولانا رحم علی سے علوم عقلیہ کی تعلیم پائی تھی ان کی اس قدر تعظیم کرتے تھے کہ ایک مرتبہ ایک مداح نے ایک مکان کا ملکیت نامہ ان کے پاس مہر و دستخط کے لئے بھیجا۔ مرزا صاحب نے وہ ملکیت نامہ اپنے ایک شاگرد کو دے دیا کہ اس پر مہر لگا دو۔ ان کے شاگرد نے مہر لگانے کے بعد آپ کا نام بھی تعظیمی الفاظ میں لکھ دیا۔ آپ تعظیمی الفاظ کے ساتھ اپنا نام پڑھ کر بہت ناراض ہوئے اور عبارت کاٹ کر اپنے قلم سے یہ لکھا کہ تصدیق کنندہ غلام خاص مولوی رحم علی مرزا محمد کاہل"

قوت اجتہاد

صاحب شذور العقیان مولانا السید اعجاز حسین صاحب طاب ثراہ تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے بیشتر احباب کے پاس مسائل فقہیہ کے جوابات علامہ مرزا محمد صاحب کے دستخط شدہ دیکھے ہیں۔ فروع کے مسائل میں خود اجتہاد فرماتے تھے اور کسی کے مقلد نہ تھے۔ علم و عمل میں اس قدر کامل تھے کہ تمام ہم عصر ان کی قدر و جلالت کا اعتراف کرتے تھے۔

شاگردوں کی دلجوئی

اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور اس زمانے میں رائج کتب برابر پڑھاتے رہتے تھے چونکہ اس زمانے میں

Presented by www.ziaraat.com

لوگ مسائل اصول و فروع سے ناواقف تھے اس لئے دینی ہمدردی کی غرض سے بعض ایسی ابتدائی کتب کا درس بھی دیتے تھے چنانچہ مرزا امیر علی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ آغاز جوانی سے میں کتاب حدیقۃ المتقین ملا محمد تقی مجلسی مرحوم سے پڑھتا تھا مگر بے پروائی کے ساتھ اور بے فکری سے ایک دن ازراہ کرم و شفقت مجھ پر ناراض ہوئے اور فرمایا کہ اس طرح پڑھنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ میں نے شرم و حیا سے گردن جھکالی اور سبق تمام کر کے گھر آیا۔ اتفاقاً اسی روز بیمار ہوگیا۔ دو تین روز تک جناب مرزا صاحب کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکا۔ چوتھے روز مسجد میں نماز عشاء کے بعد وظائف و تعقیبات میں مشغول تھا دیکھا کہ قبلہ مرزا صاحب میری جانب تشریف لا رہے ہیں۔ میں اپنی جگہ سے اٹھا اور دست بوسی کی اور اس زحمت خاص سے نہایت متعجب ہوا اور بعد سلام آپ نے فرمایا کہ اس دن برائے نصیحت میں نے جو کچھ تم کو کہا تھا غالباً ناگوار ہوا اور پڑھنا ترک کر دیا۔ عزیزمن تحصیل علوم کے فوائد محتاج بیان نہیں۔ زندگی تیز رفتار ہوا کی طرح گزر رہی ہے۔ جب یہ وقت گزر جائے گا تو کف افسوس ملو گے۔

اسباب معیشت

زمانہ کبھی اہل کمال کا ہمدرد نہیں ہوتا اور نہ وہ اس دنیا کے طلبگار ہوتے ہیں۔ خصوصاً ایسی برگزیدہ ہستیاں جن کا کل سرمایہ کسی سلطنت سے

کم نہیں ہوتا۔ شہید رابع کو صرف پندرہ روپے ماہوار حکومت کی طرف سے ملتا تھا اور اسی میں اپنے تمام اخراجات بمشکل پورے کرتے تھے۔

فن طب میں ایک تصنیف

طب سے متعلق کتابوں کو نہایت تحقیق اور غور و فکر سے پڑھا تھا اور علاج بھی برابر کرتے رہتے تھے۔ علم کے ساتھ عمل کا پلہ بھی برابر تھا۔ اسی زمانے میں ایک مکمل کتاب اس فن میں تصنیف کی جس کا شمار مدلل کتب میں ہوتا ہے۔ لوگوں کی ناقدری کی وجہ سے کم یاب ہے مگر دہلی کے بعض کتب خانوں میں اب تک اس کے نسخے محفوظ ہیں۔

شاعرانہ ذوق و ادبیات:۔

فن شعر ایک ایسے عالم روزگار کے لئے مایۂ ناز و قابل تذکرہ نہیں مگر بحیثیت ایک زبردست ادیب ہونے کے یہ ذوق فطری تھا اور کامل آپ کا تخلص تھا۔ آپ کی عربی و فارسی کی نثری تحریریں ادب کی بھرپور خوبیوں سے پر ہوتی تھیں۔ اس کتاب میں دونوں عبارتوں کے نمونے ملیں گے جس سے ماہرین ادب اندازہ کر سکتے ہیں کہ طرز تحریر میں کمالات ادبی کس حد تک موجود تھے۔ خصوصاً نزہتہ اثنا عشریہ کا دیباچہ قابل دید ہے جس کی عبارت انشاء و ادبیات کا بہترین نمونہ ہے

علامہ صاحب کے اشعار عربی و فارسی میں میری نظر سے نہیں گزرے صرف ایک غزل جو بحالت مسودہ انھوں نے رف سرسری طور پر لکھی ہوئی تھی دیکھی جس میں جا بجا مصرع کٹے ہوئے تھے تبرکاً اس کی نقل پیش کی جاتی ہے۔

تصنیفات

شہید رابع کی تاریخ زندگی کا ایک زرین ورق

(۱) نزہۃ اثنا عشریہ بجواب تحفۂ اثنا عشریہ شاہ عبد العزیز دہلوی،

شہید رابع کے علمی کارنامے علماء میں تو مشہور ہیں لیکن تصنیفات کا ذخیرہ اگر شائع ہو جاتا تو علم و ادب کے قدر دانوں کے لئے ایک مفید اور تحقیقی اضافہ ہوتا۔ مگر آپ کی زندگی کا بہترین کارنامہ نزہۃ اثنا عشریہ ہے جس نے ملت اسلامیہ کی بنیاد کو مستحکم کر دیا۔

ہندوستان میں سب سے پہلی شخصیت قاضی نور اللہ شوستری علیہ الرحمہ کی تھی جن کے حالات زندگی تحریر ہو چکے ہیں۔

دوسری ہستی علامہ مرزا محمد کشمیری شہید رابع کی ہے جن کے حالات پر مشتمل صفحات ہیں۔ تیسری زندگی خاتم المتکلمین علامہ سید حامد حسین صاحب نیشاپوری کی ہے جن کے حالات بھی بشرط حیات انشاء اللہ منظر عام پر آئیں گے

Presented by www.ziaraat.com

مرزا محمد لقب بہ شہید رابع شاہ عبد العزیز کے ہم عصر تھے۔ تحفۂ اثنا عشریہ ان کی تصنیف ہے۔ حقیقت حال اس کی یہ ہے کہ نصر اللہ کابلی نے ایک کتاب صواقع کے نام سے تصنیف کی تھی جس میں کتب امامیہ سے ایسے دلائل پیش کئے تھے۔ جو مخالفین کو کم میسر ہوئے ان کی سعی مشکور نہ ہوئی اور وہ کتاب کسی طرح فاضل عزیز عبد العزیز دہلوی کے ہاتھ لگ گئی۔ انھوں نے اپنی طرف سے کچھ اضافے کے ساتھ اس کا ترجمہ کر کے تحفہ نام رکھا۔ اس کتاب میں تمام تر گفتگو اصول و عقائد و فروع سے متعلق ہے۔ شاہ صاحب عبد العزیز اپنی کتاب کی اشاعت سے قبل شہید رابع سے اکثر ملتے رہتے تھے اور مختلف علوم میں مباحثہ بھی ہوتا تھا۔ مگر اشاعت کتاب کے بعد ملاقات کا سلسلہ ترک ہو گیا۔

نواب نجف خاں مرحوم کا زمانہ تھا جو اس وقت کے مقتدر اور معزز شخصیت اور مذہب شیعہ کے قابل قدر لوگوں میں شامل تھے ان کی شخصیت سے مرعوب ہو کر فاضل عزیز نے تحفۂ مسروقہ کو ایک فرضی شخص غلام حلیم کے نام سے شائع کیا۔ ناحق شناسوں کا رجحان اس کتاب کی طرف ہونے لگا۔

تحفۂ شاہ عبد العزیز کی شہرت سن کر شہید رابع نے اس کتاب کا جواب دینے کے لئے کتاب تحریر کرنے کا فیصلہ کیا۔ اسباب معیشت کم تھے۔ زمانہ مخالف تھا۔ نہ تو کتابوں کا ذخیرہ تھا اور نہ ہی کوئی مددگار۔ صرف خدا پر بھروسہ تھا۔ اسی بھروسے پر اس اہم خدمت دین کو انجام دیا۔ چنانچہ اسی

زمانے میں ایک خط جناب غفران مآب مولانا السید دلدار علی صاحب طاب ثراہ کے نام جس میں اپنے بعض مصائب و امراض کا ذکر کیا ہے افسوس کہ وہ خط مکمل نہیں مل سکا صرف ایک ٹکڑا دستیاب ہوا۔ خط مذکورہ کو ادبی قابلیت کا بہترین نمونہ ہونے کے علاوہ چونکہ شہید رابع کے بعض حالات پر مشتمل ہے اس لئے نظر قارئین کیا جا رہا ہے۔

خلاصۂ مکتوب

یہ خط شہید رابع کی عربی طرز تحریر کا ایک مختصر نمونہ ہے۔ لفظی ترجمہ طوالت کی وجہ سے ترک کیا جاتا ہے اور صرف خلاصہ قارئین کی نظر کیا جاتا ہے چونکہ خط کا ابتدائی حصہ نہیں ملا اس سے تحریر میں ربط نہیں مگر عبارت کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب غفران مآب نے ایک خط اور کوئی کتاب بجہ شہید رابع کو بھیجا تھا۔ اس کی عبارت کی تعریف اور مبارکباد پیش کرتے ہوئے تاخیر سے جواب لکھنے کی معذرت کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ میں سخت بیمار ہو گیا تھا۔ بخار کی شدت نے مزاج میں سستی پیدا کر دی تھی اور کمزوری کی کوئی حد نہ تھی۔ کئی دن تک بیماری کے عالم میں بستر پر پڑا رہا۔ نہ کھانے میں لطف نہ پینے میں مزا۔ یہاں تک کہ خدا نے احسان کیا۔ صحت کا آب حیات یا غ جسد کی نہروں میں جاری ہوا اور زمین مردہ پر سلامتی کی بارش ہوئی۔ قبل اس

Presented by www.ziaraat.com

کے کہ بیماری میں انتقال ہو جاتا اس کے بعد خلوص و محبت کا اظہار کیا ہے اور ملاقات کی خواہش ظاہر کی ہے۔ آخر میں لکھتے ہیں کہ مرزا محمد کاظم خاں صاحب کے کہنے پر ترجمہ اثنا عشریہ کی چوتھی جلد آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں خدا اس کو مکمل کرنے کی توفیق دے۔ امید ہے کہ آپ اس کو ملاحظہ فرما کر شرفیاب کریں گے۔ باقی التماس دعا۔

حقیقت یہ ہے کہ شہید رابع نے اس کتاب سے دین اسلام کی ایسی حمایت کی ہے جس کی مثال بہت کم ملتی ہے راہ خدا میں ایسا جہاد لسانی جس کے سامنے جہاد سیفی و سنانی کی کوئی حقیقت باقی نہ رہی۔ دین کی بنیادیں مضبوط ہو گئیں اور قلعہ اسلام مستحکم ہو گیا۔ جزاﷲ آیت صفحہ نمبر ۲۲ اگر شہید رابع اور دیگر علماء کرام ان اعتراضات کا جواب نہ دیتے تو یقیناً دائرہ اسلام تنگ نظر آتا۔

شہید رابع کی یہ فضیلت کم نہیں کہ وہ اس معرکہ کا مقابلہ کرنے کے لئے سب سے پہلے قدم اٹھانے والے ہیں اور حمایت اسلام میں ان کی کاوش قابل تحسین ہے۔ اس کتاب کی تصنیف کو سو سال سے زیادہ کا عرصہ ہو چکا ہے۔ آج تک یہ کتاب علماء و فضلا کو فیض پہنچا رہی ہے اور مخالفین باوجود اس کے کہ تحفہ کا سکہ ان کے دلوں پر بیٹھا ہوا ہے۔ ترجمہ اثنا عشریہ کے ہر خشک و تر پر اعتقاد رکھتے ہیں اور ڈھکے چھپے طور پر شہید رابع کی دانائی اور علمی جہاد کے معترف ہیں۔ اور اس فن کا مجتہد جانتے ہیں جن لوگوں نے علم کلام کا

مطالعہ کیا ہے۔ مثلاً ممتاز مصنفین فاضل رشید اور مولوی حیدر علی وغیرہ اس کا اندازہ کرسکتے ہیں۔

کتاب نزہتہ کی خبر جب مصنف تحفہ نے سنی تو نہایت کوششوں سے اس کو تلاش کیا جو کہ ان کے اس خط سے ظاہر ہے جو حکیم شریف خاں صاحب کے نام لکھا تھا۔ ص ۲۴،۲۵

مجھے معلوم ہوا ہے کہ فاضل کامل محقق مرزا محمد سلمہ اللہ تعالیٰ نے تحفۂ اثنا عشریہ کے جواب میں کتاب لکھی ہے اگر آپ کو ان کی تحریر شدہ کتاب ملے تو امید ہے کہ آپ ایک نسخہ میرے لئے بھی حاصل کریں گے۔

مصنف تحفہ دہلی کے رہنے والے تھے اور ہر قسم کی سہولت ان کو فراہم تھی مگر نزہتہ کی جلدیں بھی ان کی نگاہ سے گذر چکی تھیں مگر مقابلے و مناظرے کی ہمت نہ ہوئی۔ فاضل رشید نے مسئلہ طہارت "خمر و جمع بین العلوقین" کے متعلق چند شبہات لکھ کر شہید رابع کی خدمت میں بھیجے۔ علامہ صاحب نے ان کے جوابات میں ایک خط نہایت زدانت اور خزانت کے ساتھ تحریر کیا جب وہ خط فاضل رشید کو ملا تو انھوں نے ایک رسالہ جس کا نام "عزۃ الراشدین" لکھا۔ شہید رابع نے اس کا جواب دینا وقت کا زیاں سمجھا مگر عالم و محقق حکیم باقر علی خان نے اس کا جواب دیا ان کے علاوہ اور حضرات نے بھی تفصیلی جواب لکھا جو سیف الصادقین کے نام سے مشہور ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

علامہ مفتی محمد قلی خاں صاحب طاب ثراہ نے نزہتہ اثنا عشریہ کے اکثر مقامات پر حاشیے تحریر کئے ہیں اور اصل صواقع کی پوری عبارتیں اس ثبوت میں تحریر کردی ہیں کہ یہ تحفہ شاہ صاحب سے نقل کی گئی ہیں۔

زائچہ ولادت صاحب الامر علیہ السلام مشکل مقامات سے ہے۔ لیکن اس مقام پر نہایت مفید ہدایت درج ہیں چوتھے اور نویں باب کی تصحیح خود کی تھی۔ جس کی جلدیں شہید رابع کے کتب خانے کی چوری ہوگئیں دوسری مرتبہ پھر ان کو نقل کروایا اور کئی جلدیں اپنے ہاتھ سے لکھیں۔

یہ واقعات موجودہ زمانے کے لئے سبق آموز ہیں اس زمانے کے علماء اپنے ہمعصروں کا کس قدر احترام کرتے تھے اور ان کی تصنیفات کی اشاعت اور تکمیل اور تصحیح کا کس قدر احترام کرتے تھے۔ تزکیۂ نفس اور قلب کی پاکیزگی کی یہ بہترین مثالیں ہیں جو آج کے دور میں ناپید ہوکر رہ گئی ہیں۔

جناب سلطان العلماء جن کی قابلیت سے سب آشنا تھے۔ حکمراں عزت کرتے تھے۔ آپ نے کتاب کی اشاعت اور تصحیح میں جو کوششیں کی ہیں وہ حد تحریر سے باہر ہیں۔ اتفاقاً مفتی محمد قلی خاں صاحب کے نام سلطان العلماء کے چند خطوط موجود ہیں جن سے اس کتاب نزہتہ اثنا عشریہ کی خوبیوں کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

محترم قارئین ان خطوط سے اس کتاب کی عظمت کا اندازہ کرسکتے ہیں۔ سب

سے بڑا شرف اس گرانقدر تصنیف کو یہ حاصل ہے کہ اس کتاب کی وجہ سے مرزا محمد صاحب درجہ شہادت پر فائز ہوئے اور شہید رابع کہلائے۔

نزہتہ اثنا عشریہ جو آج کل دستیاب ہے اس میں صرف پانچ ابواب کا جواب ہے۔

اول، سوم، چہارم، ہفتم، نہم۔ ان پانچ ابواب کی تفصیل درج ذیل ہے۔

باب اول میں دعویٰ حدوث، مذہب اہل حق کی رد کی گئی ہے۔ یعنی مذہب شیعہ جدید ہے قدیم نہیں اور اہل تشیع کے مختلف فرقوں کا ذکر ہے

اس باب کا صحیح ترین نسخہ کتب خانۂ فردوسیہ میں موجود ہے جس میں تقریباً اٹھارہ ہزار بیت ہیں۔

اس جلد میں تقریباً چھ ہزار بیت ہیں اور صحیح ترین نسخہ کتب خانۂ فردوسیہ میں محفوظ ہے

اصل مسودہ جو شہید رابع کا لکھا ہوا تھا اور خط شکست میں تحریر تھا اس میں بعض مقامات پر جگہ چھوٹی ہوئی تھی اس لئے نقل کی بھی تصحیح نہیں ہو سکی۔

باب چہارم۔ اخبار و رجال و رواۃ کے حالات میں ہے۔ اس باب میں فاضل عزیز نے حدیث ثقلین کا ذکر کیا ہے

اس جلد کے بیشتر نسخے صحیح اور مکمل ملتے ہیں۔ سب سے بہتر نسخہ وہ ہے جس کی تصحیح جناب سلطان العلماء نے اپنی جوانی کے زمانے میں کی تھی اور اکثر

Presented by www.ziaraat.com

مقامات پر ہدایت اور فوائد بھی تحریر کئے ہیں۔ اس نسخے کی ایک کاپی کتب خانہ فردوسیہ میں بھی محفوظ ہے۔

باب ہفتم۔ مسائل الہیات میں ہے

اس جلد کے بھی کامل نسخے اکثر مقامات پر موجود ہیں۔ لیکن صحیح ترین نسخہ مرزا کاظم علی صاحب مرحوم کے پاس تھا جس کی تصحیح خود مصنف شہید رابع نے کی ہے اس جلد میں تقریباً دس ہزار بیت ہیں۔

باب نہم۔ اس میں احکام فقہیہ ہیں اس میں بھی صاحب تحفہ نے ان باتوں کا ذکر کیا ہے کہ جن کو وہ سمجھتے ہیں کہ ان کاموں میں شیعوں نے حدیث ثقلین کی مخالفت کی ہے

اس جلد میں تقریباً بارہ ۱۲ ہزار بیت کے ہیں۔ مولانا السید اعجاز حسین صاحب تحریر کرتے ہیں کہ میں نے جلد اول، چہارم، ہفتم، بخط مصنف کتب خانہ وقفیہ مولانا السید علی صاحب میں دیکھی ہیں جن کا خط باوجود روانی نہایت پاکیزہ ہے۔

دیگر تصانیف

(۱) رسالہ در علم "صرف فارسی زبان میں تحریر ہے۔

اس رسالے کا اصلی نسخہ علامہ شہید رابع کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اور کتب خانہ فردوسیہ میں محفوظ ہے۔

(۲) رسالہ در علم بدیع" مولانا السید اعجاز حسین صاحب قبلہ تحریر کرتے ہیں کہ آپ

کتاب کا اصل مسودہ میں نے خود دیکھا ہے لیکن اس کے نام سے مطلع نہیں ہوا۔

(۴) "نہایۃ الدرایہ" در علم درایت حدیث شرح، رسالہ وجیزہ مولانا بہاؤالدین علیہ الرحمۃ بزبان عربی یہ بے نظیر تصنیف شہید رابع کی آیات کمالات سے ہے۔

تمام علماء کا اتفاق ہے کہ علم درایت میں ایسی کوئی کتاب آج تک نہیں لکھی گئی۔ شہید رابع نے اس کتاب میں داد تحقیق و تدقیق دی ہے۔ شیخ کا رسالہ دو ورق سے زیادہ کا نہیں ہے۔ لیکن یہ شرح تقریباً پندرہ ہزار بیت کی ہے۔ اس شرح سے ان کے مختلف علوم و فنون کے کمالات نمایاں ہوئے ہیں۔

اس کتاب کا اصل نسخہ بقلم شہید رابع کتب خانہ فردوسیہ میں موجود ہے۔

(۵) تاریخ العلماء۔ نزہتہ اثنا عشریہ کے باب سوم میں جہاں علمائے امامیہ کا تذکرہ کیا ہے اس کتاب کا حوالہ شہید رابع نے دیا ہے۔

(۶) "تنبیہ اہل الکمال" اس کتاب میں جھوٹ گڑھنے والے، ناواقف، ضعیف (خارجی، ناصبی، قدریہ اور مرجیہ) فرقے سے تعلق رکھنے والے راویوں کے نام تحریر کئے ہیں۔ جس کو شہید رابع نے "تقریب ابن حجر عسقلانی" سے حاصل کیا ہے اور نزہتہ کے باب چہارم میں بھی اس کا حوالہ دیا ہے۔ اس کتاب میں تقریباً چھ ہزار بیت ہیں۔

(۷) رسالہ "ایضاح المقال فی توجیہ اقوال الرجال"۔ اس رسالے میں اقوال رواۃ احادیث امامیہ کی توجیہ کی ہے

Presented by www.ziaraat.com

(۸) رسالہ فلسفہ

(۹) تتمہ نزہتہ باب فقہیات اس رسالہ کو لوگوں نے نزہتہ میں شامل نہیں کیا۔ اس میں تعصبات اہل سنت کا تذکرہ ہے۔ مثلاً (۱) محبت اہل بیت لازم نہیں ہے (۲) درود میں لفظ آل خارج کر دیا گیا (۳) حاکم نجاشی خاتمہ عبداللہ بن ابی شرح مرتد ہے (۴) یزید کو خلیفہ تسلیم کرنا (۵) حکم ولید پر ایمان اور اطاعت واجب (۶) حکم بخشش خاتمہ حجاج ابن یوسف۔ (۷) روز عاشورہ کو عید ماننا (۸) سجدہ شمس و قمر (۹) منی کا پاک جاننا (۱۰) آب مستعمل وضو کو نجس جاننا۔ اس قسم کے عجیب و غریب مسائل کا تذکرہ ہے۔

(۱۰) منتخب کنز العمال ملا علی متقی۔ جس میں امامت جناب امیر کے متعلق احادیث تحریر کئے ہیں۔

(۱۱) منتخب فیض القدیر شرح جامع صغیر از مصنفات مناوی: اس کی چار جلدیں ایک ہی جلد میں ہیں جس میں اندازاً پندرہ ہزار بیت ہوں گے کتب خانہ فردوسیہ میں محفوظ ہے۔

(۱۲) منتخب انساب سمعانی" اس کتاب میں حافظین اور محدثین کے تراجم نکال کر انساب کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ تصحیح انساب کے لئے نہایت مفید ہے۔

(۱۳) رسالہ بیداوند" جس کا حوالہ نزہتہ اثنا عشریہ کی پانچویں جلد میں دیا ہے۔

(۱۴) رسالہ سند روایت

(۵) منتخب کتب کثیرہ اہل سنت "مولانا سید اعجاز حسین صاحب قبلہ تحریر کرتے ہیں کہ اس کا کافی ذخیرہ نااہل لوگوں کے ہاتھوں سے برباد ہوگیا مگر حسب ذیل کتابوں کا انتخاب میری نظر سے گزرا ہے۔

صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ترمذی، صحیح نسائی، سنن ابوداؤد، موطائے مالک نقاوۃ التصوف، رجوع الفرع الی الاصل از شرف الدین، تلمیذ شاہ ولی اللہ، فتاوی ولوالجی، فتاوی حمادی، اتقان سیوطی، طبقات حنفیہ، ملا علی قاری رحمۃ الامہ شروانی شرح مواقف، شرح یزدوی، منہاج شرح صحیح مسلم از نووی، رجال مشکوۃ شیخ عبدالحق دہلوی، رجال، صحیحین از ملا علی قاری، کتاب السیاسۃ الامامہ ابن قتیبہ رسالہ فخر الدین، سیل آبدی، تاریخ بدار فی تاریخ خمیس فی احوال النفس النفیس، تاریخ یافعی، تاریخ ابن خلکان، شرح، نسب نامہ سرور کائنات، حلیۃ الاولیا لابی نعیم الاصفہانی، مسند احمد حنبل، تاریخ طبری رسالہ تحقیق مذہب شیخ الرئیس جمع بین الصحیحین حمیدی، شرح مسند شافعی، متفق وتفریق، فتاوی عالمگیریہ، مختصر وقایہ، کافی، ہدایہ، فتح الباری شرح بخاری، ارشاد الساری، شرح بخاری، مدارج النبوہ، معارج النبوۃ، نجم وہاج، شفائے قاضی عیاض، جامع الاصول، استیعاب ابن عبدالبر، شرح مشکوۃ، شیخ عبدالحق، معالم التنزیل، روضۃ الصفا، روضۃ الاحباب حبیب السیر، شرح برجندی بر مختصر وقایہ، تذکرہ ہفت منظوم، کفایہ، کتاب الادب بخاری، شاہ جہاں نامہ، تاریخ الخلفاء سیوطی، ملل ونحل شہرستانی، شرح مقاصد

Presented by www.ziaraat.com

علامہ تفتازانی،

(۶) کتاب در فن طب۔

مفتی محمد قلی خان صاحب سے تعلقات ومراسلات

شہید رابع اور مفتی صاحب کے درمیان بے حد رواسم تھے اکثر خط و کتابت ہوا کرتی تھی کبھی کبھی مومنین کی سفارش بھی مفتی محمد قلی خاں صاحب سے کیا کرتے تھے۔ یہ خطوط اب تک کتب خانۂ فردوسیہ میں محفوظ ہیں۔

مخالفین کا عناد

جناب مولانا السید اعجاز حسین صاحب قبلہ مرزا امیر علی کی زبانی تحریر کرتے ہیں کہ جس زمانے میں شہید رابع کتاب تحفہ اثنا عشریہ کا جواب لکھنے میں مصروف تھے مخالفین میں حسد کی آگ بھڑک رہی تھی چنانچہ چند آدمیوں نے آپ کے قتل پر عہد وپیمان کیا اور باہم قسم کھا کر اپنے کمینے ارادے پر کمر باندھی۔

شہید رابع رات کو مطالعہ کتب و تحریر کے بعد تنہا سویا کرتے تھے۔ آپ کے مکانات سے متصل ان مخالفین کے مکانات تھے ایک رات کو لوگ جمع ہو کر شہید رابع کے کمرے میں داخل ہوئے اور تلواروں سے آپ کے بستر پر حملہ کر دیا اور سمجھے کہ آپ کو قتل کر دیا لیکن اتفاق سے اس رات کو شہید رابع مطالعۂ کتب میں دوسری جگہ مصروف تھے اور ان کے بستر پر مرزا علی صاحب جو ان کے

بھانجے تھے بیٹھے ہوئے تھے جب تلواریں ان پر لگیں اور مرزا علی کی آواز دو فریاد
شہید رابع کے کان تک پہونچی تو آپ اپنے حجرے سے جہاں کچھ تحریر فرمارہے
تھے باہر تشریف لائے اور آدمیوں کو جگایا۔

واقعہ قتل

جناب مولانا السید اعجاز حسین فاضل اجل مرزا امیر علی خان شاہجہاں آبادی
شاگرد شہید رابع کی زبانی یہ واقعہ تحریر کرتے ہیں کہ نواح دہلی میں ایک شخص
امیر و کبیر بادشاہ وقت سے خاص قرابت رکھتا تھا۔ تعصب کا خون اس کی رگ
رگ میں موجزن تھا۔ ہمیشہ اطفائے نور الٰہی میں سرگرم رہتا تھا۔ جب شہید
رابع کی کتاب نزہتہ اثنا عشریہ شائع ہوئی اور حقیقت کا انکشاف ہوا تو سب
سے زیادہ مذکورہ شخص متاثر ہوا۔ اور مختلف مکر و حیلہ سے شہید رابع کو مخفی طریقوں
سے ضرر پہونچانے کی کوششیں کیں مگر کامیابی نہ ہوئی مجبوراً اپنے آپ کو بیمار
ظاہر کیا اور بادشاہ دہلی کو ایک عرضی اس مضمون سے بھیجی کہ حضور والا سے میرے
علاج کے واسطے کسی ماہر طبیب کو مقرر فرمادیں۔ دو دن بعد پھر ایک خط لکھا
کہ اگر بادشاہ سلامت کو یہ منظور ہے کہ فریادی کچھ دن اور زندہ رہے تو
سلطان العلماء علامہ مرزا محمد کو میرے علاج کے واسطے حکم کردیں۔ یا جناب والا
میری زندگی سے دست بردار ہوجائیں۔ بادشاہ جو اس راز سے بے خبر تھا

Presented by www.ziaraat.com

اس نے شہید رابع سے ایک فرمان کے ذریعے کہا کہ اب آپ فلاں شخص کے
علاج کے لئے جائیں۔ شہید رابع چونکہ اس شخص کے ارادے سے واقف
تھے اتمام حجت کی خاطر انکار کردیا مگر جب بے حد تقاضا و اصرار حکومت کی
طرف سے ہوا تو ناچار آیت رضا بقضائہ و تسلیماً لامرہ۔ کہہ کر آمادہ سفر ہوئے
رخصت کے وقت سب سے فرمایا کہ غالباً داعی اجل نے اس سفر میں مجھ کو دعوت
دی ہے۔ لہٰذا اس کو وداع آخری سمجھنا چاہیئے۔ میں ہر شخص کے حقوق سے
بری الذمہ ہونا چاہتا ہوں۔ آخر جو کہا تھا وہی ظاہر ہوا اس مکار نے علامہ صاحب
کو زہر دغا سے شہید کیا۔"

مرزا محمد تقی صاحب رسالہ دار جو شہید رابع کے مخلصین میں سے تھے
تحریر کرتے ہیں۔ لاش دہلی لائی گئی اور پنجہ شریف میں مدفون ہوئے۔ وقت وفات سن
شریف پچاس سے زیادہ تھا۔

ایک خواب

فاضل مرحوم مرزا امیر علی بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے گھر میں سو رہا تھا۔
خواب میں دیکھا کہ سردار اصفیا حضرت علیؑ کا تابوت جارہا ہے اور حسنین علیہما السلام
ساتھ ساتھ ہیں۔ حالت خواب میں مجھ پر رقت طاری ہوئی اور رونے کی آواز
سن کر گھر میں مجھے کسی نے جگادیا۔ جب میری آنکھ کھلی تو مجھ سے رونے کا سبب
پوچھا میں نے خواب بیان کرنا شروع کیا۔ ابھی خواب بیان کررہا تھا کہ ایک
عورت شہید رابع کے مکان سے آئی اور آواز دی میں اس کی آواز سن کر حیران

ہوا کہ اتنی رات گئے خلاف معمول کون آیا ہے غرض کہ وہ عورت اندر آئی اور اس نے کہا کہ حکیم صاحب کی لاش آئی ہے جہاں گئے تھے وہاں ان کو زہر دے کر شہید کر دیا گیا۔ میں اسی وقت سراسیمہ و پریشان شہید رابع کے مکان پر گیا اور خان والا شان سعادت علی خان شاگرد شہید رابع کی ہمراہی میں مشغول تجہیز و تکفین ہوا جس وقت شہید رابع کا جنازہ اٹھایا گیا تو مجمع کی کیفیت اور ہیئت کذائی بالکل وہی تھی جو میں نے خواب میں دیکھی تھی۔ یعنی دیدار میں مجھے خواب میں جو مقدس صورتیں نظر آئی تھیں وہی بیداری میں بھی دیکھیں۔

مرقد مطہر

دہلی میں پنجہ شریف ایک مقام ہے جہاں لوگوں کا اعتقاد ہے کہ امیر المومنین کی انگلیوں کا نشان موجود ہے اور بھی مومنین کی قبریں ہیں وہیں اس علامہ روزگار شہید رابع کے جسم مقدس کو سپرد خاک کیا گیا۔ ذیل کا قطعہ تاریخ سنگ مرقد پر کندہ ہے:

آں میرزا محمد و آں ہادی علوم — حامی دین شیر زاد اولاد مصطفےٰ

جاں بس وسید درتن دین محمدی — از نطق روح پرور انفاس جانفزا

شد جاں زتن برون خرد گفت سال او

در شیونش بگریہ بگو وا محمدا

نایاب کتب

بہت سے علماء، فقراء، شعراء و دیگر حضرات نے اپنی پوری زندگی صرف کر کے محمد و آل محمد کے پیغام اور اسلام کی سربلندی کے لئے گراں قدر کتابیں لکھیں جو وقت کے دھارے میں ہماری نگاہوں سے اوجھل ہوگئیں اور اب اُن کا نام جاننے والے بھی کم رہ گئے ہیں۔ اگر ان کو دوبارہ زندہ نہ کیا گیا تو یہ بہت بڑا قومی و مذہبی نقصان ہوگا۔ ایسی چند کتب کے نام تحریر کئے جارہے ہیں۔ اپنے مرحومین کے ایصالِ ثواب کے لئے اس سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے کہ ان کا نام کسی ایسی تحریر سے وابستہ ہو جائے جو مذہب حقہ کے بارے میں ہو اور جس کو سیکڑوں لوگ پڑھیں اور اس سے استفادہ اٹھائیں۔ یہ کتابیں آپ خود شائع کر سکتے ہیں اور اگر اس سلسلہ میں کسی مدد یا خدمت کی ضرورت ہو تو ادارے سے رابطہ قائم کریں۔

۱۔ تجلیات در سوانح حیات مفتی محمد عباس (۸۲۰ صفحات)
(عزیز لکھنوی)

۲۔ مجاہد اعظم۔ (۵۰۰ صفحات)
(شاکر حسین امروہوی)

۳۔ تقیہ۔ (۱۰۰ صفحات)
(مولانا سید حامد حسین)

۴۔ انتصار (۲۰۰ صفحات)
(مولانا سید راغب علی)

۵- ردّ التحفہ (۱۵۰ صفحات)

(مولانا سید محمد حیدر)

۶- الوِلیٰ (۲۵۰ صفحات)

(مولانا سید فرمان علی)

۷- فلسفۂ اسلام (۳۰۰ صفحات)

(علامہ ہندی)

۸- نہج البلاغۂ امام صادقؑ (۲۱۰ صفحات)

تالیف: شیخ عبد الرسول

ترجمہ: مولانا سید مرتضیٰ حسین

۹- مراثی انیس (۶ جلدیں)

۱۰- مفتاح القرآن (دیباچۂ ترجمۂ قرآن مقبول احمد صاحب) (۱۹۰ صفحات)

(مقدمہ) مولوی سید کلب حسین

۱۱- علم بداء (ماخذِ بداء) (۲۵۰ صفحات)

(مولانا سید راحت حسین)

۱۲- العدل (۲۱۰ صفحات)

انجمنِ دار التالیف، لکھنؤ

۱۳- تفضیلِ امیر المومنینؑ (۸۰ صفحات)

محققِ اہلِ سنت مولانا عتیق نظامی (حنفی)

۱۴- اعجاز التنزیل۔ (۵۰۰ صفحات)

(قرآنِ مجید کے لفظاً و معناً کلام اللہ ہونے کے ثبوت میں)

خلیفہ سید محمد حسن خان بہادر

Presented by www.ziaraat.com

۱۵- کشف الاسرار۔ (۳۰۰ صفحات)

مولانا سید سبطین سرسوی

۱۶- سلسبیلِ فصاحت (ترجمہ و شرح نہج البلاغہ) (۳۰۰ صفحات)

ظفر مہدی نقوی

۱۷- انوار المطالب (۲۲۰ صفحات)

شیخ احمد حسین

۱۸- علوم القرآن (۲۱۵ صفحات)

مولانا سید محمد ہارون

۱۹- دفترِ ماتم (۲۵ جلدیں)

مرزا دبیر

مراثی دلگیر	۶ جلدیں	مراثی رشید	۲ جلدیں
مراثی خلیق	۷ جلدیں	مراثی فائق	۲ جلدیں
مراثی فصیح	۳ "	مراثی ادب	۲ جلدیں
مراثی ضمیر	۲ "	مراثی تعشق	۳ جلدیں
مراثی مونس	۶ "	مراثی عشق	۴ "
مراثی انس	۲ "	دفترِ ماتم دبیر	۲۵ "
مراثی وحید	۲ "	مراثی علی میاں کامل	۵ "
مراثی نفیس	۵ "	مراثی انیس	۶ "

شہیدِ خامس

آیت اللہ سید محمد باقر الصدرؒ

آیت اللہ سید محمد باقر الصدر، نجف اشرف کے اس عظیم علمی خانوادے کے فرد تھے جس میں ہر دور میں باعمل، فعال اور انقلابی رہنما پیدا ہوتے رہے ہیں۔ آپ کے بزرگوں نے مدتوں امت اسلامیہ کی قیادت و رہبری کی ہے اور مختلف علمی و اصلاحی تحریکوں میں حصہ لیا ہے۔

آقائے باقر الصدر کی تربیت ابتدائی طور پر اپنے خاندان ہی میں ہوئی اور اسی خاندان کے بزرگوں نے اپنے اس باشعور فرزند کو علم و ادب سے آراستہ کیا۔ ابتدائی علوم کی تکمیل کے بعد آپ نے تحقیق و تدقیق کے میدان میں قدم رکھا اور اس شان سے قدم رکھا کہ آپ کے اساتذہ بھی آپ کی علمی جلالت و ذہانت کے مداح تھے۔

علمی و فکری جہاد جو آپ کا خاندانی ورثہ تھا اس میں آپ نے نہایت کم عمری ہی سے حصہ لینا شروع کر دیا تھا اور اسلام کے فکری نظام اور تاریخ اسلام کے مختلف پیچیدہ ترین موضوعات پر آپ نے تحریر و تقریر کے ذریعے نہایت عالمانہ مقالے اس وقت سے پیش کرنا شروع کر دیئے تھے جب کہ ابھی آپ

Presented by www.ziaraat.com

عنفوانِ شباب میں بھی داخل نہ ہوئے تھے۔ چنانچہ آپ نے تاریخ اسلام کے ایک اہم مسئلہ فدک پر فقط گیارہ برس کی عمر میں ایک انتہائی گراں قدر تحقیقی کتاب "فدک فی التاریخ" کے نام سے تحریر فرمائی۔

۱۳۶۵ھ مطابق ۱۹۴۶ء میں آپ شہر مقدس کاظمین سے حوزۂ علمیہ نجفِ اشرف تشریف لائے، نجفِ اشرف پہنچنے کے تھوڑے ہی عرصے کے اندر آپ کی خداداد صلاحیتوں کو ایسی جلا ملی کہ کمسنی کے باوجود آپ نے علم منطق کا درس پڑھانا شروع کر دیا اور اس فن میں ایک نہایت اہم کتاب بھی تحریر فرمائی ۱۳۷۰ھ سے قبل فقط ۱۸ برس کی عمر میں درس خارج پڑھانا شروع کر دیا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے آپ کے حلقۂ درس میں تشنگانِ علم جوق در جوق شامل ہونے لگے اور تھوڑا عرصہ نہ گزرا تھا کہ مسجد طوسی (جہاں آپ درس دیا کرتے تھے) آپ کے شاگردوں سے چھلکنے لگی اور اگرچہ آپ کے شاگردوں میں بیشتر تعداد ان ہی اہل علم کی ہوتی تھی جو فقہ و اجتہاد کے ابتدائی مراحل طے کر چکے ہوتے تھے

آپ کی ذہنی استعداد کا یہ عالم تھا کہ مقدمات و سطوح کی متعدد نصابی کتب بغیر کسی استاد کے خود ہی حل کر لیتے تھے اس طرح ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے علم الاصول فقہ کی مشہور کتاب "معالم الاصول" کا درس اپنے برادر محترم سے حاصل کرنے لگے اور بہت جلد اس کتاب پر آپ کی گرفت اتنی مضبوط ہو گئی کہ آپ اس کتاب کے مطالب پر ناقدانہ طریقے سے اپنا نکتۂ نظر پیش کرنے لگے اس سلسلے میں آپ نے "المعالم الجدیدۃ" کے نام سے کتاب تحریر فرمائی جو نجفِ اشرف اور قم جیسے بین الاقوامی علمی اداروں کے نصاب میں داخل ہے۔

آقائے باقر الصدر ان نابغۂ روزگار علماء و محققین میں سے ہیں جنھوں نے فقہ و اصول کے علاوہ دیگر علوم و فنون میں بھی علم و تحقیق کے دریا بہائے ہیں اور فلسفہ و اقتصاد سے متعلق ایسی گراں بہا کتب تصنیف فرمائیں جن کی نظیر لانا مشکل ہے۔ اپنی خداداد صلاحیتوں کو دینِ اسلام کی خدمات اور افکارِ اسلامی کی

نشر و اشاعت کے لیے وقف کرکے نہایت کمسنی میں شرق و غرب عالم سے اپنی قابلیت کا لوہا منوایا۔ اور غیر اسلامی خیالات کے خلاف جہاد کو اپنی زندگی کا سب سے اہم نصب العین قرار دے کر یہ واضح کیا کہ اسلام اتنی گرانقدر نعمت ہے کہ اسکی نشر و اشاعت کیلئے جان جیسی متاع عزیز قربان کی جا سکتی ہے۔

ملت اسلامیہ کے حقیقی مسائل اور ان کے حل کے سلسلے میں بھی آپ غور و فکر کرتے رہتے تھے آپ دنیا بھر کے مظلوم و محکوم مسلمانوں کی آزادی و استقلال کے خواہشمند تھے۔ ملت اسلامیہ کی زبوں حالی اور اغیار کے تسلط سے نجات کی واحد راہ "اتحاد بین المسلمین" کو قرار دیتے تھے۔

عراق کی بعث پارٹی اسلام کو بیخ و بن سے اکھاڑنے پر کمربستہ تھی۔ آقائے باقر الصدر نے فکری میدان میں اور اجتماعی تنظیمی طریقہ کار کو اختیار کرتے ہوئے ان کے نظریاتی اور سیاسی قوت پر کاری ضرب لگائی۔ اور آپ نہایت پامردی سے اپنے دینی مشن کو آگے بڑھاتے رہے۔ یہاں تک کہ قید و بند، تحریر و تقریر اور ملاقاتوں پر پابندی بھی آپ کے افکار کی پرواز کو نہ روک سکی اور عراق کے مظلوم عوام آپ کے بلند کئے ہوئے پرچم حریت کے تلے جمع ہونے لگے۔

عراق کے ظالم حاکم صدام نے آپ کو بغداد کے تاریک زندان میں قید کر دیا اور آخر وقت کے فرعون صدام نے ۲۳ جمادی الاول ۱۴۰۰ھ مطابق ۹ اپریل ۱۹۸۰ء کو اس شمع علم و ادب کو ہمیشہ کے لیے گل کر دیا۔ آقائے باقر الصدر کے ساتھ آپ کی ہمشیرہ آمنہ بنت الہدیٰ کو بھی نہایت بیہمانہ طور پر شہید کر دیا۔

آقائے باقر الصدر کی عمر مبارک شہادت کے وقت ۴۷ برس سے زیادہ نہ تھی لیکن

Presented by www.ziaraat.com

آپ نے اس مختصر عرصے میں تالیف و تدوین، تحقیق و تدقیق اور قیادت و رہبری جیسے فرائض انجام دیئے۔ حالات کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ عہد حاضر میں عالم اسلام میں استاذ دین، دانشمند، متفکر اور باصلاحیت انسان کوئی دوسرا نہیں ہے۔

آقائے باقر الصدر نے بکثرت علمی و اسلامی موضوعات پر گرانقدر کتابیں تالیف فرمائیں جن میں سے مندرجہ ذیل کتابیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

(۱) فدک فی التاریخ

اس کتاب کا اردو ترجمہ "فدک فی تاریخ کی روشنی میں" سرفراز قومی پریس لکھنؤ (انڈیا) سے شائع ہوا تھا۔ آقائے باقر الصدر نے تاریخ اسلام کے اس حساس ترین مسئلہ پر تجزیہ و تحلیل کے ساتھ نہایت مفصل بحث فرمائی ہے۔

(۲) غایۃ الفکر فی علم الاصول

آقائے باقر الصدر نے اس کتاب میں علم الاصول کے انتہائی پیچیدہ مسائل کو چھیڑا ہے۔ اور بڑے عمدہ پیرائے میں ان پر بحث فرمائی ہے

(۳) فلسفتنا

یہ کتاب ۱۹۵۹ء میں مکمل ہوئی۔ آقائے باقر الصدر نے اس کتاب میں اس مسئلہ سے

بحث کی ہے کہ اس کائنات میں انسان اگر بہتر زندگی گزارنا چاہتا ہے تو اسے کسی نظام کو اپنانا چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نظام زندگی کی بھی نشان دہی کی ہے۔ جو انسانیت کو خوش بختی اور امن و آشتی کی زندگی میسر کر سکتا ہے۔ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ OUR PHILOSPHY کے نام سے لندن سے شائع ہو چکا ہے۔ اس سے قبل اس کتاب کا فارسی ترجمہ بھی شائع ہوا تھا۔

(۴) اقتصادنا

آقائے باقر الصدر نے اس کتاب میں کمیونزم، سوشلزم اور کیپٹلزم وغیرہ کی خرابیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ تمام نظام معاشرے کو عدل و مساوات پر چلانے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ نیز یہ نظام انسانی معاشرے کے لیے سم قاتل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آقائے باقر الصدر نے اسلام کے اقتصادی نظام کو نہایت تفصیل کے ساتھ پیش کرتے ہوئے یہ ثابت کیا ہے کہ اسلام کے عادلانہ معاشی و اقتصادی نظام کو اگر دنیا بھر میں رائج کر دیا جائے تو نہ صرف مذہبی نکتہ نظر سے دین کا ایک اہم تقاضا پورا ہوگا بلکہ دنیاوی نقطۂ نظر سے بھی انسانیت کی ایک اہم ضرورت پوری ہوگی۔ اور اس عادلانہ نظام کی برکات سے پورا عالم انسانیت فیضیاب ہوگا۔ مولف نے اس کتاب کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے حصے میں سرمایہ داری اور مارکسی نظام کو پیش کیا گیا ہے اور دوسرے حصے میں اسلام کے اقتصادی نظریہ کو واضح کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا انگریزی

Presented by www.ziaraat.com

فارسی اور ترکی زبانوں میں ترجمہ طبع ہو چکا ہے۔ اور اردو زبان میں یہ کتاب "ہمارے اقتصادیات" کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔

(۵) الفتاویٰ الواضحۃ

یہ کتاب آقائے باقر الصدر کا رسالہ عملیہ (توضیح المسائل) ہے۔ آپ نے اس رسالہ عملیہ کو جدید و منفرد انداز سے پیش کیا ہے اور فقہی احکامات کو نہایت سادہ اور عصری تقاضوں کے مطابق نہایت عمدہ اسلوب میں تحریر کیا ہے اور آخر میں اس رسالہ میں احکام شرعی کی حکمت و فلسفہ کو بھی صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔

(۶) الاسس المنطقیۃ للاستقراء

آقائے باقر الصدر نے اپنی اس کتاب میں استقرائی منطق کی بنیادوں پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے قدیم یونانی انداز استدلال کی اصطلاحات کی قید سے آزاد ہو کر علم منطق کو جدید نظریات اور فلسفہ اور سائنس کے حوالے سے سمجھانے کی بھرپور کوشش کی ہے۔

(۷) البنک اللاربوی فی الاسلام

اس کتاب کا اردو ترجمہ "اسلامی بینک" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ یہ بھی اپنی

Presented by www.ziaraat.com

نوعیت کی پہلی کتاب ہے کیونکہ آقائے باقر الصدر نے اس کتاب کو ان تمام تالیفات سے بلند کر دیا ہے جو بینک کے نام پر صرف سود کی حرمت کی وضاحت کر کے خاموش ہو گئی ہیں اور بینک کے موضوع کو تفصیل کے ساتھ بیان نہیں کر سکی ہیں۔

آقائے باقر الصدر کی دیگر کتابوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

(۸) اہل بیت تنوع ادوار و وحدت ہدف (۹) بحث حول الولایۃ (۱۰) الانسان المعاصر والمشکلۃ الاجتماعیۃ (۱۱) ماذا تعرف عن الاقتصاد الاسلامی (۱۲) بحث حول المہدی (۱۳) مدرسۃ القرآنیہ (۱۴) المرسل والرسول والرسالۃ (۱۵) نظرۃ عامۃ فی العبادات (۱۶) المعالم الجدیدۃ (۱۷) دروس فی علم الاصول (۱۸) بحث فی شرح العروۃ الوثقیٰ (۱۹) الاسلام یقود الحیاۃ (۲۰) خلافۃ الانسان وشہادۃ الانبیاء (۲۱) لمحۃ فقہیۃ عن دستور الجمہوریۃ الاسلامیۃ (۲۲) رسالتنا و ۱۴ مقالات کا مجموعہ